وَمَن اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ

الحمد للہ والمنۃ کہ بفضل خدا اسے زمان و زمین بسیمی :

اَنذارُ النَّاس

سنہ ۱۳۵۶ ہجری

من تصنیفات عالم بے بدل اجل الکونین مولانا مولوی عابد حسین صاحب

بمطبع یوسفی دہلی طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله على ما آتىٰنا بالنعم السوابغ وللمنة له على ما انذرنا بالحجج
البوالغ والسلام على النبي البشير النذير السراج المنير والوصي الذكي الهادي الوزير الامير
نعم الامير وذريتهما الائمة الهادين المهديين لا عديل لهم ولا نظير هديا بالغا من غير تقصير
وبعد حمد و صلوٰة واضح ہو کہ بحکم محکم فلیوفوا نذورهم ادائے نذر واجب و لازم اور بفحوائے صداقت انتما
وما انفقتم من نفقة او نذرتم من نذر فان الله يعلمه وہ عالم الغیب نیت پر انسان کی مطلع ہے حیلے بہانے اسکے
سامنے پیش نہیں جا سکتا اور وہ بحکم وما للظالمین من انصار بد عہدوں کا ساتھی اور مددگار
اور مشرکوں اور بدعتیوں کا یار و یاور نہیں اور فی زماننا دار الہنود ہندوستان ضلالت توامان
میں نذر و نیاز کے باب میں عجب خرابی واقع ہو رہی ہے ادھر بدعتیوں کا زور و شور
اور افراط ادھر وہابیہ کی تقصیر و تفریط اور ہنود اپنی پاؤ دال الگ ہی پکار رہے
ہیں وہ نقشہ ہو رہا ہے قالت الیہود لیست النصاریٰ علیٰ شیء وقالت
النصاریٰ لیست الیہود علیٰ شیء وہم یتلون الکتٰب کذٰلک قال الذین لا یعلمون
مثل قولہم فاللہ یحکم بینہم یوم القیٰمۃ فیما کانوا فیہ یختلفون
اور تو کچھ نہیں بگڑا اس کشمکش میں عوام بیچاروں کی گمراہی ہے علم سے عاری اہل علم سے

پس پورا کریں وہ سب منتیں اپنی۔ اور جو کہ خرچ کرتے ہو تم کسی قسم کا خرچ یا منت مانتے ہو تم کسی منت کو بیشک اللہ جانتا ہے
اسکو اور نہیں ہے واسطے گنہگاروں کے مددگار کچھ۔ کہتے ہیں یہود نہیں ہیں نصاریٰ کچھ اور کہتے ہیں نصاریٰ نہیں ہیں یہود
کچھ اور وہ سب پڑھتے ہیں کتاب یہی ہیں کہتے ہیں جو بے علم ہیں انکی سی بات پس اللہ فیصلہ کریگا انمیں دن قیامت کے جن باتوں میں جھگڑتے تھے

فراری کام چلے تو کیسے لیکن حق چھپا نہیں آخر کار اسے قرآن پڑھا تو پڑھا کہ ان کنتم صادقین اگر جب
بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
طاعت خدا سبیل نجات ہے اور حسب ارشاد ہدایت بنیاد بشیر و نذیر کے لا نذر فی معصیة معصیت اور حرام
کام پر نذر منعقد نہیں ہوتی اور بمفاد خبر مستفیض قول صادقین کے لا صدقة ولا عتق الا ما ارید بہ
وجہ اللہ نذر و نیاز میں قربت خدا شرط اور ضرور ہے اور منقول ہے النذر نذران فما کان للہ وفاءہ
وما کان لغیر اللہ فکفارتہ کفارة یمین لیکن چونکہ بمقتضائے الصحبة مؤثرة تخم تاثیر صحبت کا اثر عوام شیعہ میں
بھی عقاید اہل بدعت و ہوا سرایت کر گئی رفتہ رفتہ یہ بلا عام ہو گئی اور بعض امور حق مورد طعن و ملام ہوئے
وکان حقا علینا نصر المؤمنین لہذا احقر سراپا تقصیر بے مایہ و بے بضاعت سراسر ضراعت متعلد ارباب
متمسک ثقلین ابو یوسف عابد حسین بن بخشش حسین تھانپوری انصاری یو پی سالار کنی زبان ملک و مرز
عام میں یہ رسالہ **انذار الناذرین** تنبیہا للغافلین و نصرة للناظرین اصول صحیحہ اقوال معتبرہ سے
مرتب کیا امید ہے کہ ناظرین حق پسند تحسین فرمائیں اور کسیقدر فتورات سے نذورات مومنین صاف ہو جائیں
وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا
مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ الٰہی یہ جگر پارہ چشم زخم ناانصافی سے محفوظ رہے قبول درگاہ
ہو مومنین محفوظ رہیں سنو صاحب نذر کے لغوی معنے وعدہ کے ہیں اور شرع میں بندہ کا کسی کام کو
اپنے اوپر خدا واسطے واجب و لازم کر لینا مراد ہے کہ جسکو یا نذر جسکو خواہ شکرانہ یعنی شکریہ حصول مدعا یا
دفع بلیہ بلا پیتبرعا بلا وجہ بلا شرط محض بنظر ثواب یا زجرا منع نفس کو بشرط خلف وعدہ بخوف
عقاب پس پہلی دونوں صورتوں کو شرع میں نذر مجازات اور شکر کہتے ہیں اور تبرع سمیت

کہہ دو لاؤ تم اپنی سند اگر سچے ہو۔ ان جو سونپ دے منہ اپنا واسطے اللہ کے اور وہ ہو نیک کام کرنے والا پس واسطے اس کے ہے اجرت اسکی اسکے رب کے پاس اور کچھ
ڈر نہیں اوپر انکے اور نہ وہ غمگین ہوں گے نہیں کوئی منت گناہ میں نہیں کچھ بھی صدقہ اور نہ آزادی بجز اسکے کہ مقصود ہو قربت خدا کی منت دو قسم کی
ہیں پس جو اللہ کیلئے ہو اسکو وفا کرے اور جو کسی اور کیواسطے ہے پس اسکا کفارہ قسم کا کفارہ ہے صحبت کا اثر ہے اور فرض ہم پر مدد مسلمانوں کی بھی
لفظ کام ہندی میں فعل کو اور ترک فعل کو بھی شامل ہے کما ذہب الیہ بعض الاصولیین ۱۲ منہ

تینوں اول کی قسمیں طاعت اور بر کہلاتی ہیں اور چوتھی کو زجر بولتے ہیں اور زجر کے معنے
تنبیہ اور تادیب کے ہیں اسمیں ممنوعات اور مرجوحات سے نفس کو روکنا مراد ہوتا ہے
زجر بہت عمدہ بات ہے لیکن عرفاً اعتبار اور معروف نذر کے پہلے دونوں قسمیں ہیں
اور پہلی دونوں شکلیں یعنی زجر و تبرع عرف میں عہد گنے جاتے ہیں اور بلفظ عہد واقع کیجاتی ہیں
اور عادتاً مستعمل یہ بھی وہی دونوں صورتیں اول کی پائی جاتی ہیں اور نسبتاً کم زجر بر
مستعمل ہے بلکہ سید سند مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس چوتھی صورت یعنی تبرع کے قایل نہیں فی عقد غیر مشروط کو
نذر نہیں جانتے اور غور کیجیے تو حق بجانب ہے باقی الامر فوق الادب اور نذر مجازات کو بقصد تقرب
حکم شارع از نعت بالاثر واست ۱۲
سمجھنا محض تحکم ہے اسی نذر یعنی جزا کا قربات سے ہونا اور زجر و تبرع میں قصد قربت کی شرط لگانا بے شبہ
لازم ہے اور ہر صورت میں نذر کا ادا کرنا قربۃً الی اللہ فرض و متحتم ہے اس میں بھی شک نہیں اور نذر
بلجاج مثل یمین غموس و لجج بالاتفاق عبث و باطل ہے اور نذر کا وعدہ بھی بطور یمین قسمیں من لیے داود
لا طائل ہے پس چھ بین نظر نذر مجازات سے ابتدا کیجاتی ہے پس واضح ہو کہ انعقاد نذر کا شرع اسلام میں پانچ
شرطوں پر موقوف ہے **شرط اول** تلفظ صیغہ یعنی زبان سے ادا کرنا عبارت نذر کا نذر کی صحت کی پہلی
شرط ہے پس مجرد نیت تلفظ محض قصد و نیت علی الاشہر انعقاد نذر میں کافی نہیں گو ایفا مستحب ہے اور
انما الاعمال بالنیات کے یہ معنے نہیں کہ نیت بلا عمل کافی ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ عمل تابع نیت کے چاہیے
یا یہ کہ بلا قصد و نیت فائدہ نہیں پس عقد قلبی کیساتھ اقرار لسانی اور وہ بھی بصیغہ شرعی لازم ہے کہ
بغیر صیغہ شرعی کے کبھی نذر منعقد نہیں ہوتی اور صیغہ شرعی نذر کا بالاتفاق للہ علی کذا ان
کان کذا ہے یعنی ایسا ہو تو یہ مجھپر خدا واسطے واجب و لازم ہے یعنی در صورت اول بشرط حصول
مقصود و بر آمد مدعا اور صورت دوم میں بشرط دفع بلا چہ مرض چہ وبا چہ قحط چہ غلا مثلاً اور صورت
چہارم میں بشرط بد عہدی خلف وعدہ اور صورت سوم میں فقط للہ علی کذا بلا شرط مطلقاً اور

شرط اول

له في الدر وهل يشترط فيه القربة للحقيقة وكفى التقرب في العصف الاقرب ۱۲ سه پس سبیل نیتہ کیساتھ

سه واسطے اللہ کے مجھپر ہے ۱۲ منہ

فقط للّٰہ علیّ یہ علے ندر ذکر نہ کرے تو بعض ابن علی اللہ علی قربة جیسے شرعی ہے اور اولے مرجمان یعنی بجالانا

کسی نیک کام کا احتمال نذر و برأت ذمہ کو کافی وافی اور نذرت للّٰہ کذا اور جیسے انی نذرت الصلوٰۃ

ہوگا یا نذرت للرحمٰن صوماً سے انعقاد نذر محل تردد و مقام نظر ہے اس عبارت میں انشا

اور اخبار دونوں محتمل ہیں چنانچہ دونوں قصہ مریم اور مادر مریم کی ہی کیفیت ہے شمل میں

اور روایت فقالت اللّٰهم ان کشفت عنہ فلاجارنّ بحجۃ جواز پر ناظر ہے آئے اگر ہندی میں نذر

قبول کرنا تسلیم کریں اور منت کی صحت کو سر دھریں تو انکے ترجمہ میں معاملہ برعکس نظر

آتا ہے نذرت للّٰہ کذا کا ترجمہ یعنے خدا کیلئے یہ بات قبول کی انشار وایقاع میں اظہر ہے اور

للّٰہ علیّ کذا کا ترجمہ یعنے خدا کیلئے مجھپر یہ امر لازم ہے یا میرے ذمہ ہے اقرار و اخبار میں مستعمل

تر ہے۔ اور عبارت نذر زبانِ ہندی میں بصیغہ حال و استقبال شایع تر ہے خواہ بلفظ نذر ہو

میں اللہ سے نذر کرتا ہوں یا نذر قبولتا ہوں کہ ایسا ہو تو یہ کروں یا بھی عبارت بلفظ منت

اور قبولیت ہو کہ فلاں کام ہو تو خدا کیلئے فلان کام کروں مثلاً میں منت مانتا ہوں کہ علم

پاؤں تو خدا واسطے علم پڑھاؤں یا قبولیت قبولتا ہوں کہ قبول صورت بہن پاؤں تو راہ خدا

قبولی کہلاؤں یا بلفظ وعدہ ہو کہ میں اپنے اللہ سے وعدہ کرتا ہوں کہ بیٹا پاؤں تو حج کو جاؤں

بلکہ بغیر لفظ نذر و منت بھی جو عبارت صراحتہً یا عرفاً نذر پر دلالت کرتی ہو اُس سے نذر منعقد ہو

جاتی ہے مثلاً یہ کہنا کہ یا اللہ اگر میرا فلاں مطلب آوے تو میں ایک روزہ رکھونگا یا تیری

راہ میں دو پیسہ دونگا یا اللہ میرا کام ہو جاوے تو پانچ روپیہ کی نیاز کروں یا مسجد یا مدرسہ میں

دوں لیکن بقول کسے ثبت العرش ثم انقش جب عربی کو شرط نکریں اور ہندی میں صیغ

نذر کو منظور کرلیں تو سب کچھ ہو سکتا ہے اور جب اصل ہی میں کلام ہے تو پھر صیغہ ہندی کی

بحث طول کلام ہے علمار کے عندیہ میں للّٰہ علیّ شرط ہے اذا فات الشرط فات المشروط

له واسطے اللہ کے مجھپر ایک روزہ کیا کام ہے یعنی منت اللہ کی واسطے ہے اور جب شبہ صیغہ نذر کا تو مجھے نذر کیونکر یعنی منت مانی

کرلے ایک روزہ کے اے بار خدایا اگر دفع کرے تو اس سے تو ضرور نذر کرونگی میں نے ثابت کردیا کوئی پھر نقش کرے جب فتح ہونی شرط

واسطے اللہ کے عمر ۱۱ نمبر ۱ واسطے اللہ کے عمر سے علیٰ نذر ۱۱ نمبر

اس مقام سے یہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے کہ ہندوستانی اشتباہ متونکو نہ مانیں اور اونکی صحت کو
نظر سے گرادیں اور جو دقتیں اُنکے صحیح ماننے اور سمجھنے میں اُٹھانی پڑتی ہیں اُس سے چھوٹ
جائیں لیکن نذر صحیح میں صحیح نذر و نہیں ایسا کرنا احتیاط کے خلاف ہے کیونکر جرات ہو سکے کہ
ہندیونکی نذر کو صیغہ عربی کے نہونیسے مفتی صاحب منظور فیہ ٹھہرائیں اور مقلد صاحب بجا
نہ لائیں جب نذر معنی و مطلب ہے تو عربی و فارسی کو کیا دخل ہے جو عبارت بلفظ صریح
عرفاً یا لغۃً مطلوب و مقصود پر نص ہو التزام فعل پر خدا کیلئے دلالت کرے اُسکا کافی ہونا
قریب ہے یٰایہا الذین اٰمنوا اوفوا بالعقود[1] ایفائے عہد کی تاکید پر دال ہے اور اسکا سب کو اعتراف
و اقرار ہے کہ ہند میں اقرار کی صحت بلا تکرار ہے اور نذر بھی ایک عہد و اقرار ہے بندے کا اپنے
مالک سے قول و قرار ہے خیر صیغہ ہندی کی صحت کا اقرار ہو یا انکار بہر حال خدا سے تعلق ہونا
ضرور ہے۔ نذر میں اُوسی سے سروکار ہے اگر خدا سے معاملہ نہو گا خدا کے نام سے علاقہ نہ ہوگا تو بے
شبہ نذر منعقد نہو گی منت کہلائیگی لغو ہو جائیگی گو دلمیں للہ کا قصد بھی کیے علی الاشہر
باقی رہا یہ امر کہ لفظ جلالہ سے متعلق ہو للہ کہے یا ہر اسم ذات یا اسم صفات مختصہ و منصرفہ کافی ہے
اور بقیاس یمین و قسم اور بحکم قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ[2]
ہر اسم پاک سے منعقد ہوتی ہے رب کہے یا داور خدا کہے یا پرمیشر یا فقط اسماء توقیفی سے سیرت
محاوریہ کا بھی یہی مقتضا ہے خصوص ہند میں یہی دستور ہو رہا ہے اور دروس سے اسکی تائید
نکلتی ہے اسماء خاصہ کو شرط کیا ہے و لاکن بعض فقہا کے کلام سے تخصیص لفظ جلالہ یعنی اسم
پاک اللہ کے مفہوم ہوتی ہے پس للرحمن علی بھی کافی نہیں وجہ اسکی اشتراط صیغہ للہ علی
کذا سے پیدا ہوتی ہے اور قیاس بے اساس ہے شرع میں اُسپر بنا نہیں ہو سکتی مرضی مولیٰ
از ہمہ اولیٰ حکم شرع بر سر امنا و صدقنا فیہ نظر کما مر الحاصل حسب لفظ جلالہ اور اسم اللہ سے تعلق

[1] اے مسلمانوں پورا کرو عقدوں کو [2] کہہ تو اے محمد پکارو اللہ کو یا پکارو رحمن کو جس نام سے
پکارو درست ہے کہ واسطے اوسکے بہت سے اچھے نام ہیں ۱۲

نذر یا تو اسکی دو صورتیں ہیں اول یہہ کہ کسی سے تعلیق نذر کے یون کہے ان کان کذا فعلی کذا
کہ اگر فلاں امر ہو جاوے تو فلاں کام کرنا مجہپر لازم ہے یا کہے علی نذر میں نذر کرتا ہوں کہ
فلاں امر کرونگا یا منت مانتا ہوں کہ کوئی نذر بہ کرونگا اس صورت کا بطلان ظاہر ہے لیکن لفظ
نذر و منت میں انعقاد اقرب ہے اگر نذر سے نذر اللہ مراد ہو۔ دوسری صورت یہہ ہے کہ
خدا کے سوا کسی دیگر سے تعلق دے اسکی نذر کرے ستیلا اسانی یا دیبی بھوانی یا بہوت
پریت یا جن و ملک سے معاہدہ کرے یا بتا و اصنام یا کسی نا پید و گمنام کی نذر کرے
یا کسی پیر و فقیر بادشاہ شہید مرد صغیر و کبیر کی منت مانے سو خدا کی چہوڑ کسی کی منت اور نذر ہیٹ
درست نہیں ہے۔ پیر دستگیر ہو یا سپہ سالار سرور سلطان یا یزید و شیطان خواجہ اور مدار ہو
یا گوگا پیر ظاہر دیوان میراں یا سید و علی بخش یا شاہ نور شاہ ولایت یا قطب اور غوث
سب کی منت ماننا بدعت سیئہ نہایت بیجا ہے شیعہ پن خلاف ہے ثواب یکطرف الٹی معصیت ہے
ہو جاے تاول و محل تاویل نہیں کہلا شرک اور صریح بدعت ہے چہ جاے آنکہ انسے مراد مانگے اور استعانت
کرے کہ یہہ تو گوہ در گوہ ہے یہ گلگلا ملیدہ و سیوڑی گتا بکرا مینڈہا کڑاہی شربتی ناچ مجرا پان
پہول چراغ غلاف کچہ کرنا و عطر قبر و نیر چڑہانا یا استہانو نپر لیجانا گدہے کتے چیل کووں کو کہلانا
قبر و نیر سجدہ کرنا چوکہٹ پر سر دہرنا نذر نیاز دلانا حاجتی جانا رسم منوبے بہجوا اور ایجاد صوفیہ
ناصاف ہے خود علماء سنی کی تصریح ہے کہ تشریع قبیح اور کفر شنیع ہے توبہ کرے بلا نذر بہی نکلے گرد
نہ پہرے اور نظر گذرے نہ ڈرے شیطان پرستی ضعف ایمان ہے لا حول و لا قوۃ الا باللہ توضیح و
تشریح ایسے امور کی صراط المستقیم میں کیگئی ہے من شاء فلیرجع الیہ اور آیا صرف میں لانا
کہانا پینا بہی ایسی نذورات کا روا ہے یا نہ تو حکم یہہ ہے کہ حلال و مباح ہے فساد نیت نا فذ ہے تحریم
نذر کا حکم بیجا ہے کوئی کسی کا بوجہ نہیں اٹہاتا الا تزر وازرۃ وزر اخری چڑہانیوالا خاطی
ہے چڑہاوے کی کیا خطا الا[1] ما ذبح علی النصب یعنی بلدان کا کہانا نا روا ہے وہ جو

[1] سواے اس چیز کے جو ذبح کی جاے بتوں پر

اسکی ما اُہل بہ لغیر اللہ سے ہویدا ہے یعنی جو جانور خدا کے نام پر ذبح ہوگا وہ جسکا ادعوا
سے ارباب سکا خیال ہے کہ شرکت و اعانت اور تصویب و تائید بنائی جائے عقیدہ
اور کلام میں بانی کے شرکت کہلائے پس بوڑھے قیدی پر تین حرف کہا ور گیارہویں
کو چکھ جا اور خضر کو ذبنہ بنڈہ جانکر بسم اللہ کرکے خواجہ کا بکرا حلال طیب ہے ہضم کر جا
حلق سے اتر جاتا کے ناریل اور پاک چیزیں جو ہاتھ لگیں تو مال غنیمت سمجھ مسلم کو
سب بھیلا دنیا میں وہابیوں کی مت ان المرء مع ما نوی کردنی خویش آمدنی پیش
اسکی نیت اسکے ساتھ ہم اپنی نیت کے ساتھ قہر درویش برجان درویش اب ایک
مسئلہ اسکے متعلق اور باقی رہا وہ یہ ہے کہ ایسے بدعتی میلوں میں سیر سپاٹے کی نظر سے جانا
یا جو نکو دکھانیکی غرض سے وہاں لیجانا یا اُنکا بھیجنا یہ بھی روا ہے یا نہیں ہے سو کیفیت
ہے کہ سواد کفر و بدعت کا بڑھانا ہے۔ کفر و شرک کے مجمع سے ایک آدمی کم ہو ایک بھی
سہی اور فقط بنظر خرید و فروخت جانا بھی روا ہے یا نہیں خصوصاً اس نظر سے
کہ اکثر جگہ سے عمدہ چیزیں نایاب و کمیاب آکر وہاں بکتی ہیں اور ارزاں یا بکفایت ملتی ہیں
اور سودا خوب فروخت ہوتا ہے وہ بازار اکثر استھان اور مزار الگ ہی ہوتا ہے بدعتی اور
مشرک لوگوں کے ہجوم اور مجمع سے یہ مجمع غالباً ہٹ کر قایم ہوا کرتا ہے تو حکم یہ ہے کہ یہ بات
قابل بحث ہے کہ جو سودا وہاں ملتا ہے بہتر نہ ملیگا نہ زیادہ بریں نیست کہ گراں
و ناقص ہو اور اسباب وہاں نہ بکا اور جگہ بک جائیگا بھی نہ سستا بکیگا پس وہاں خرید
فروخت کو بھی نا بہتر نہیں خصوصاً اُن لوگوں کے ہاتھ علی الخصوص چڑھاوے کی چیز
اور کھلونے وغیرہ مورتیں اور باجے بیچنا یہ کب روا ہو سکتا ہے مومن نقصان عاجل کو
نفع آجل کے واسطے گوارا کرتا ہے ہاں پند و نصایح اور انسداد و ممانعت کو جانا اچھا
ہے خدا ہمت و قدرت دے آمین ثم آمین یہ جھگڑا تو ہو چکا اب ایک [illegible] مرحلہ باقی

اشارہ طرف خواجہ صاحب معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگان دین ۱۲

سلہ وہ چیز کہ پکارا جاوے اُسپر واسطے غیر خدا کے ۱۲

کہ نبی اور امام و شہداے کرام سے منت ماننا اور اونسے مراد مانگنا اور نذر و نیاز چڑہانا کیسا ہے اور امام و نبی سے تقرب کرنا یعنی اونکی خوشنودیکو کوئی کام انکے لئے کرنا کیا حکم رکھتا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ کوئی جاہل عالم النبی علی کذا والحسین علیٰ مجلس العزاء نہیں کہتا ہاں یوں کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ و یا مشکلکشا و یا حضرت امام حسین یا حضرت عباس یا جناب سیدہ زہرا میرا فلاں کام ہوجاے تو میں تمہارے نیاز کروں نذر چڑہاؤں حاضری دوں کونڈہ بھروں صحنک کروں پس اس مقام پر چند امر میں بحث درکار ہے اول اونکی شان و مقام و منزلت کا بیان دوسرے حکم استغاثہ او طلب مراد و استعانت اور اسکی کیفیت تیسرے اونکی نذر و منت اور اس کا بطلان یا صحت چوتھے عبارت مذکورہ کا معنی و مطلب اور اسکی صحت و سقم اور تاویل اقاویل عوام کالانعام فی مثل ہذا الکلام والمقام پانچویں بیان طریق احتیاط و سبیل نجات و سیرت سلف صالح تحقیق و تنقیح ان امور خمسہ کے مراحل اربعہ میں طے کیجاتی ہے مرحلہ اول اسمیں حیات کلام اور مقام وقت نہیں ہے کہ ؎ مایستوی الاحیاء ولا الاموات سے وہ حضرات مستثنیٰ ہیں کہ اونکی حیات باطنیہ پر قرآن و حدیث شاہد ہے ؎ لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون قرآن میں آیا ہے اور تصرف بھی اون کا بعد ممات بے شبہ پایا جاتا ہے۔ اسکے انکار میں صدہا روایات اور معجزات کا انکار لازم آتا ہے باقی یہ امر کہ وہ سمیع و بصیر و عالم الغیب و روشن ضمیر ہیں یا نہیں اور اون ہمارا استغاثہ ندا کیا معنے رکھتا ہے پس یہ امر ثابت ہے کہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا صفت خدا ہے ؎ لا یعلم الغیب الا اللہ نبی و امام نہ ہر جگہ حاضر ہیں

؎ نہیں برابر زندہ اور مردہ ؎ نہ کہو تم اونکو جو مارے گئے راہ خدا میں مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں

نہ ہر طرف ناظر ہیں علم کان و ما یکون ہے یہ مطلب نہیں کہ سمیع و بصیر اور روشن ضمیر ہیں بلکہ
لا علم لنا الا ما علمتنا اسکی تفسیر ہے حصولی اور حضوری کا فرق عیان ہے اور یہ بھی
ظاہر ہے کہ ہماری آواز قبور مقدسہ تک نہیں پہونچ سکتی البتہ بعض احادیث سے ظاہر
ہے کہ نبی و امام ہماری ندا کو سنتے ہیں اور صورت اسکی یہ ہے کہ ہماری صدا بحکم خدا
فرشتے اون تک پہنچاتے ہیں اور وہ حضرات خود بھی جسم روحانی سے گاہے ماہے آتے
جاتے ہیں اور علم لدنی کے مالک ہیں بہت سی باتیں اونکو من اللہ معلوم ہیں یہ
ہی صحیح و درست ہے ہم نہ سنی اور خارجی کیطرح اصل امامت و خلافت یا فضیلت و منقبت کے
منکر ہیں نہ مفوضہ و غالیہ کی مانند ربوبیت اور الوہیت کے معتقد ہیں جناب امیر علیہ السلام
فرماتے ہیں ھَلَکَ فِیَّ اثنان عدوٌ قالٍ و مُحِبٌّ غالٍ مفرِط و مفرط دونو یکساں ہیں
سگ سعید اور شغال گھٹانے بڑھانے والے کا ایک مآل ہے خیر الامور اوسطھا
ہمیں بیں اپنا طریقہ ہے والحمد للہ علی ذلک یہ مرحلہ اول تو طے ہوا مرحلہ دویم
یہ امر ظاہر ہے کہ ندا و ندبہ اون حضرات کا روا ہے یا رسول اللہ یا ابا عبد اللہ جابجا کتب
دعوات و مراثی و مزار میں پایا جاتا ہے پس اسکا انکار کرنا برخلاف مذہب حقہ درست نہیں ہے
آگے کلام استمداد و استعانت میں ہے پس واضح ہو کہ غیر خدا سے مستقل یعنے مالک و خود مختار
و قدرت و حکم والا جانکر استشفا اور استرزاق و استیلا و استخلاق غلو و شرک ہے نعوذ باللہ
منہما خالقیت و رازقیت خاص صفت خدا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِین پر اپنا عقیدہ ہے
اور اگر معین بالاستقلال نہ سمجھے بلکہ وسیلہ و واسطہ یا داروغہ و کارکن سمجھکر التجا کرے ید اللہی اور
معجزہ نمائی کو اسکی سند گردانے یا یوں کہے کہ اللہ کے حکم سے تم میں سب قدرت ہے میری
مدد کرو جیسا کہ شاعر نے لکھا ہے ع مختار کار خانہ تقدیر کر دیا ۔ علی الظاہر تفویض لازم

نہیں ہمکو علم مگر جو تو نے بتلایا ۱۲ منہ ؎ ہلاک ہوے میرے معاملہ میں دو دشمن گھٹانیوالا اور دوست
بڑھانے والا ؎ عمدہ یا بیچ کی راہ ہے ؎ ہم تمہی کو پوچھتے ہیں اور تمہی سے مدد چاہتے ہیں ۱۲

آویگی غلو ہو جائیگا خواہ تفویض کو شرک کہیں جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے یا تقول و افترا میں داخل کرو انہیں الغرض اجتہاداً یا تقلیداً تفویض ہر طرح سے عقائد اثنا عشریہ کے خلاف ہے اور اقتصاد کے منافی ہے مفوضہ کا عقیدہ غالیوں کا نکالا ہوا بالیوں کا طور و طریقہ ہے[1] کہ لا جبر و لا تفویض اور یہ سمجھنا کہ جو وہ چاہینگے خدا کریگا اسوجہ سے ہمکو استمداد روا ہے یہ بھی بیجا عذر ہے بلا تشبیہ مثل سمت گرو چیت کا نقشہ ہے ائمہ فرماتے ہیں[2] نحن عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون بلا حکم و مشیت باری وہ کچھ نہیں کرتے جو حکم ہوتا ہے بجالاتے ہیں پس بلا واسطے خدا سے التجا کرنا زیبا ہے اور قرآن میں[3] من یشفع عندہ الا باذنہ آیا ہے منشا کر شفاعت ہوتی ہے اور جملہ حاجات شیعہ کے شفاعت میں داخل ہونا محض احتمال ہے سلمنا لکن ضرور نہیں کہ ہر سوال امضا پاسے سلمنا لاکن اختیار تفویض تو باطل ٹہری پس فعال خدا کو انکی طرف نسبت دینا اور ان سے استشفا اور استرزاق کرنا صحیح نہیں ہے اور استخلاق و استیلاد پر کوئی سند نہیں اور سات بیٹے دینے کی روایت پر غرہ ہونا بیجا ہے اول تو روایت کی سند میں کلام دوسرے کلام اللہ اور حدیث رسول کے خلاف ادہر ائمہ کا انکار و استنکاف پس بیروانیس کے اشعار آبدار اور روایت اغیار بحجت و تکرار بے اعتبار ہے اور سید الشہدا اسوقت امام بھی نتہے سب کچھ سہی اصل روایت تمہاری مفید مطلب نہیں خدا اگر کسیوقت اپنے بندہ کے وعدہ اور قول کو سچا اور پورا کر دے تو خود مختاری کی سند نہیں ہو سکتی جیسا کہ ایک لشکری کی ضمانت کو جو کسی کافر سے کرلے نبی و امام الرضا فرماتے ہیں نافذ اور جاری کر دیتے ہیں اور خدا جنازہ کی نماز پڑہنے والوں کا قول اور ان کی شہادت میت کے بابمیں تصدیق کر دیتا ہے پس چونکہ خدا کو حضرت سید الشہدا کی خاطر منظور ہے اگر کسیکے قول کو صحیح کر دے تو ہو سکتا ہے نہ یہ کہ وہ قضا و قدر کے مختار تہے نعوذ باللہ حکم ربانی کا

عاملون

[1] نہ جبر ہے نہ تفویض [2] ہم بزرگ بندے ہیں نہیں پیش دستی کرتے ہیں اوسپر کہنے میں اور وہ اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں ۱۲ [3] اور کون سفارش کرے اُسکے روبرو بے اُسکے اذن کے۔

مقابلہ کرتے تھے اور یہ بات اونکی عادت اور سیرت مین داخل ہے [1] یفعل اللہ ما یشاء
ویحکم ما یرید اور اگر یا علی مدد اور یا امام جعفر صادق یا حضرت عباس وغیرہ الفاظ سے یہہ
مطلب ہو کہ یہہ حضرات اللہ کے حکم سے کردیں خدا سے عرض کرکے ہماری مدد کو پہونچیں
امداد کریں تو علاوہ مضامین بالا کے اول تو فقط ان کاموں میں جو کام خدا بواسطہ ہی کرتا ہے
اس تاویل کی صحت ممکن ہے نہ مطلقاً تاہم سیرت سلف صالح کے خلاف ہے اس قسم کی
استمداد و استعانت ارواح طیبہ سے منقول نہیں ہوئی زمن معصومین میں اصحاب آئمہ و خواص و
علماء شیعہ میں یہ مروج ہو معلوم نہیں ہوتا یہہ اعجاز طلبی ہے تو اسکے لئے موقع و مقام ہے
بہر حال عموم قدرت کی تصدیق میں ہمکو بھی کلام ہے ورنہ ترحم یا نبی اللہ ترحم ؁
صوفیہ کا قال و مقال ہے اور قصۂ قیس و حکایات جہاز وغیرہ حکایات و روایات جو کتب
مناقب و معجزات میں درج ہیں سب اور مرثیہ اور مناقبوں میں نظم ہوئے مسائل فقہ
اور علم عقاید کی سند نہیں ہو سکتی پس ہر صورت اور ہر تقدیر ان لفظوں سے یا اللہ کہنا بہتر ہے
اور اگر ان کلمات سے توجہ اور توسل و تشفع مراد ہے جیسا کہ دعوات طوسی اور زیارات اور ادعیات
توسل میں لکھا ہے یعنے یا علی مدد سے یہہ مقصود ہے کہ یا امام تم خدا سے دعا کرو سوال کرو کہ
میرا مطلب بر آوے ہو قاضی الحاجات میری مراد پوری کردے تو احتمال صحت قوی ہے لیکن
تاہم بہتر اور انسب یہی ہے کہ بجائے ان مشتبہ لفاظ کے صریح الفاظ توسل مستعمل ہوں جیسا کہ
کتب مذکورہ میں مروی ہے اور خدا سے بلا واسطہ ان حضرات کا واسطہ دیکر طلب کرنا یعنی یوں
کہنا کہ یا اللہ بتصدیق ائمہ معصومین ہماری حاجت پوری کردے یہہ سب سے اعلی اور بہتر ہے
بلا وقت اور بے خطر ہے چنانچہ علما اور فضلا میں یہی طریقہ دائر و سائر ہے ؎
خدایا بحق بنی فاطمہ ؁ کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ ؁ مرحلہ سوم نذر و منت ماننا یہ ایک
معاملہ مخصوص بذات مقدس خدا ہے بغیر خدا کے مشروع نہیں ہو سکتا ہے فعل قربت

[1] کرے اللہ جو چاہے اور حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے ؁

جو نذر کرتا ہے خدا کیلئے ہو یا مخلوق کیلئے اور استمداد مخلوق سے ہو یا خدا سے ہو۔ پس اگر کسی مخلوق کے
نذر کریگا اور بندہ کی منت مانیگا تو جیسا کہ یمین وقسم بغیر ذات خدا کے نبی اور امام یا قرآن وکلام پر منعقد
نہیں ہوتی بلکہ اسکے جواز میں کلام ہے اسیطرح نذر بھی منعقد نہوگی بلکہ یہہ فعل اچھا نہیں اور نذر
کا وعدہ اور عہد پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے وعدہ کا عموم مشروع ہونا معلوم ہے باقی نذر وہ ظاہر ہے
کہ فعل قربت اور طاعت ہے اور قربت وخوشنودی کسی مخلوق کے اعمال خیر میں مشروع نہیں
نبی ہو یا ولی امام ہو یا شہید چہ جائیکہ ذریۂ طاہرہ وعلماء وصلحا فعل قربت غیر خدا کیلئے کرنا اور
عبادت مخلوق کے بجالانا اصول اسلام کے خلاف ہے حدیث مین وارد ہے [1] لا عتق ولا
صدقۃ الا ما ارید بہ وجہ اللہ بلکہ رسول اللہ سے خدا نے قرآن میں فرمایا ہے
[2] قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد فمن کان
یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا
شرک کی بہت قسمیں ہیں ازانجملہ شرک فی العبادۃ ہے جو سب میں بدتر ہے اور شایع تر اور
لا الہ الا اللہ میں اسی کی نفی کا اثبات و اقرار ہے اور یہہ کہنا کہ خالص ان خدا کیلئے نذر کرنا
منت ماننا بمنزلہ اُسی کی نذر کے ہے کا نہ خدا کی نذر ہے آن یا تو نسے کام نہیں چلتا
یہہ تاویل علیل اصول شرعیہ بمراحل و منازل دور ہے خاص ہوں یا عام عبادت کسی کیلئے جائز
نہیں اور اگر نذر و نیاز کے مجازی معنے مراد لیں یعنی ہدیہ سیت اور ترویج دینا بت کو تعظیما
و تکریما نذر و نیاز کہیں یا ہدیہ اور پیش کش منظور ہو اس نظر سے کہ سلاطین کے ہدیہ کو نذر بولتے
ہیں اور وہ بادشاہ دین و دنیا ہیں تو یہہ بھی بنا ہے فاسد علی الفاسد یعنی وہ خود غلطی ہے
عوام کالانعام اہل سنت نے سلاطین کو ظل سبحانی اور خلیفۃ الرحمانی ٹھہرا کے خوشامد کی

---

[1] نہ بردہ آزاد کرتا ہے اور نہ صدقہ دیتا ہے مگر جبکہ مقصود ہو اس سے ذات اللہ کی [2] کہہ میں ایک بشر ہوں
تم جیسا وحی آئی میرے پاس بس معبود تمہارا اللہ واحد ہے پس جو امید کرے اللہ کے ملنے کی پس چاہیے کہ وہ عمل کرے
عمل نیک اور نہ شریک کرے اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو۔

نظر ہو اور کسی پیشکش اور خلوت کو نذر کہنے لگے جیسا کہ ہدایا و فتوحات شیخ و مرید کو صوفیہ نے عجز و نیاز
سے نیاز نام رکھدیا کیونکہ صوفیہ حلولیہ کے نزدیک انبیا و اولیا اُسیکا جلوہ ہیں پس جو
کہیں سو تھوڑا ہے غرض رسم سلطانی پر نذر و نیاز ایمانی کا قیاس کرنا بیجا ہے اور اگر یہ خیال کریں جیسا
کہ طعام موتی کو بوجہ سورہ فاتحہ کے فاتحہ کہنے لگے یا نذر و نیاز پڑھے جانیسے الحمد کا پڑھنا نیاز
و نیا مشہور ہو گیا اسیطرح ترویج آئمہ معصومین کو کہ غالبًا بوجہ نذر ہوتی ہے نذر کہنے لگے
ولا مناقشۃ فی الاصطلاح ؎ تو بھی مناقشہ سے خالی نہیں ہے اور جب نذر و نیاز کا اطلاق
شرعمیں قربت خدا پر آیا ہے بلکہ بعض قوم میں معبودوں کے ہدیہ کو چڑھاوا اور جو ہدیہ کہ نذر
اور نیاز اور خدا کے وعدہ کو نذر و منت کہتے ہیں تو اُسکو عام کر دینا خلاف احتیاط ہے پس
معلوم ہوا کہ نذر و نیاز کا لفظ اس موقعہ پر بعض طرح بیموقعہ ہے ہدیہ کہنا اولی ہے کہ خدا نکردہ
اگر نذر و نیاز کے حقیقی معنی مراد لیں اور تقرب اور خوشنودی ان حضرات کی مد نظر ہو جیسا کہ
ظاہر اقوال و افعال جہال کا مقتضا ہے تو بڑی خرابی شرک و بدعت ہے و اگر مجازی معنی
مراد لیں تو خلاف احتیاط و مخالف سیرت ہے **مرحلہ چہارم** توضیح اصل مرام و تفسیر و تاویل
مفہوم کلام عوام کے بیانمیں نذر و منت میں طریقہ شائعہ یہ ہے کہ ارواح معصومین کو مخاطب
کرکے کہتے ہیں کہ یا حضرت ایسا تم کر دو یا تمہارے حکم سے ایسا ہو جاوے تو میں تمہاری نذر
چڑھاؤنگا تمہارے واسطے ایسا کرونگا اس کلام عوام میں قطع نظر صیغہ شرعی کے ہونیکی
دوہری وقت ہے ہم قربت ہم استعانت یعنی شرک فی القدرت اور شرک فی العبادت
دونوں لازم آتے ہیں اور اگر یہ سمجھے کہ چونکہ اللہ کے حکم سے تم میں سب کچھ قدرت ہے تم
میری مراد پورا کر دو میں تمہارے واسطے یہ نذر چڑھاؤنگا تو تفویض اور تقرب ہے یہ بھی باطل ہے
اور اگر یہ کہے کہ یا امام یہ میرا کام کر دو میں تمہارے لیئے یہ کار خیر نیابتًا یا اصالتًا بجالاؤنگا
تو گو تقرب اور شرک فی العبادت نہو مگر استعانت ہے تفویض یا غلو لا کلام ہے

؎ اور نہیں جھگڑا ہو سکتا اصطلاح میں۔

اور اگر یہہ کہے یا امام تم خدا سے دعا کرو میری حاجت بر آوے میں تمہاری مجلس کرونگا
نذر دلاونگا نیاز کرونگا کونڈہ بھرونگا حاضری کرونگا تمہارے نام پر یہہ دونگا اور مراد ان لفظوں سے
ظاہری معنے ہوں تو تفویض اور غلو تو نہیں مگر قربت میں شرکت باقی رہے اور اگر ان
کلموں سے مجازی معنی مراد ہوں یعنی ترویح و نیابت مقصود ہو یعنی قربتاً الی اللہ مجلس کرونگا
نذر اللہ و نیاز خدا و راللہ نام پر حاضری اور کونڈہ بھرونگا آپکی طرف سے یا تمہاری خدمت میں
ثواب پہونچانیکو تو علی الظاہر معنی کی رو سے احتمال صحت ہے مگر ظاہر الفاظ کی راہ سے وقت میں
علاوہ شبہ تقرب کے شرط جزا شفاعت میں لگانا گویا رشوت یا جعالہ کے اور حق السعی ہے
تو بھی شرع میں نہیں لکھا ہے اسیوجہ سے عہد اور وعدہ کی تاویل بھی ضعیف و علیل ٹھہری
ہے یعنی یہہ کہنا کہ ہم نذر نہیں کرتے علی الحسین شلاً نہیں کہتے بلکہ اپنے امام سے
عہد و وعدہ کرتے ہیں کہ آپکے طفیل سے ہمارا کام ہوجاوے تو ہم آپکی نیاز دلا دیں گے
یعنی ترویح بجالاوینگے یا نیابت ادا کرینگے اور عہد و وعدہ ہر بشر سے روا ہے چہ جائے
مقربان خاص کبریا اور حضرت نے فرمایا الکریم اذا وعد وفا واذا توعد عفا
یہہ تفسیر و تقریر علاوہ سقم مذکور کے المعنی فی بطن الشاعر ہے منت کرتے وقت ایک
بلا بہی شرح کو ساتھہ رہا کرے تو بہتر ہے مگر تاہم یہہ تاویل کچہہ بن پڑتی ہے اگر استعمال
میں خرابی نہو۔ اور اگر یہہ مقصود ہے کہ یا امام تمہارے صدقہ اور طفیل سے خدا کردے
تو میں قربتاً الی اللہ تمہاری فاتحہ دلاونگا نیابت بجالاونگا اور مقتضائے ایمان بھی
اسی کو چاہتا ہے غالباً یہی معنی مراد لیتے ہونگے اور نذر سے نذر خدا با ہدیہ و نیابت
کا قصد کرتے ہونگے چنانچہ فہمیدہ اور سنجیدہ لوگ بھی توجیہ اور تاویل کرتے ہیں تو گو علی الظاہر
خطاب کیوجہ سے وقت معلوم ہوتی ہے مگر بعد تعمق اقرار صحت کا مضایقہ نہیں

۱؎ یعنی حاضر ۲؎ یعنی ایک کونڈہ بھر ۳؎ سخی جب وعدہ کرے وفا کرے گا اور جب دہمکا دے

ہرگز نہ کرےگا ۴؎ مطلب ...

احوط یہ ہے کہ تمہارے تصدق سے طفیل سے یا مثل اسکے توسل کے لفظ کہا کریں جیسے بعض
کہ بعض صحبت یافتہ اشخاص کا طریقہ ہے کہ بدون اسکی عبارت مشتبہ خلاف ظاہر مسلک
احتیاط کے خلاف ہے اور نذر و نیاز کا لفظ بھی نہ کہیں ہدیہ و ترویح و نیابت کہیں جیسا کہ
بعض مواندہ لوگ کرتے ہیں تو اور بھی احوط ہے کہ کلام اشتباہ سے صاف ہو نیت و عبارت
مطابق رہیں اور اگر امام سے توسل کرے اور صراحۃً نذر خدا کا وعدہ کرے جیسا کہ بعض مجتہد
لوگ کرتے ہیں تو اور صاف بے خطر ہو جاوے اور اگر خدا سے مجلس عزا یا نیاز امام و نیاز
رسول و حاضری کا وعدہ کرے اور بدیں عبارت نذر مانے کہ للہ علی مجلس العزا یا نیابت
الرسول یا ہدیت الامام یا ترویح البتول یعنی خدایا اگر میرا مطلب درکار بتصدیق ائمہ
اطہار بر آر ہو تو میں تیرے امام کیواسطے انکی طرف سے یا انکے ایصال ثواب کو مجلس کرونگا
یا مصلی اونکیلئے کہلاؤنگا یا صدقہ و خیرات بجالاؤنگا یا نیاز دلاؤنگا یعنی فاتحہ کہلاؤنگا
جیسا کہ بعض واقفکار کرتے ہیں تو اصل نذر بلا کہہ درست ہے گو لفظ فاتحہ میں بحث و
نظر ہے چنانچہ تشریح اسکے خاتمہ پر پیش نظر ہے لیکن ایک بات اور معلوم ہو جانی چاہیے
کہ آیا نذر میں عام مانگنا خدا سے یا التجا کرنا آئمہ ہدا سے جو معمول اور مروج ہے یہ بھی کچھ ضرور
شرط ہے۔ یا اختیاری و اضطراری بات ہے اور مفید ہے یا مضر اسکی یہ تفصیل ہے
کہ صیغہ عربی میں اسکی ضرورت نہیں ورنہ اوس میں ہوتا ہے باقی ہندی عبارتوں میں
فی الجملہ اسکی ضرورت پائی جاتی ہے غالباً ہندی عبارتیں عہد سے شبیہ ہیں و
بدون خطاب کے کم بن پڑتی ہیں مثلاً صحت پاؤں تو صحنک کروں نیاز دلاؤں یا دس
مصلی یا پانچ پارہ کی تلاوت کروں منت نہیں کہلاتی منصوبہ گنا جاتا ہے ہاں اگر منت
اور قبولیت یا نذر و عہد کا لفظ ہو تو بدون خطاب نذر صیغہ نذر منعقد ہو جاتا ہے منت منعقد
ہو جانے میں شبہ نہیں رہتا مثلاً میں منت مانتا ہوں قبولیت قبولتا ہوں یا نذر کرتا ہوں
کہ صحت پاؤں تو نذر دلاؤں یا نیاز کروں یا ملیدہ چڑھاؤں یا کونڈہ بھروں یا حاضری

حاضری کریں یا صحنک بھریں الغرض ندا و خطاب و التجا و التماس کا مضائقہ نہیں ہے
نہ صیغہ کی شرط ہے نہ صیغہ کی منافی ہے بلکہ روایت مذکورہ الیمان کشفت عنہ اس عادت
کی قدامت پر شہادت دیتی ہے مگر غیر خدا سے خطاب کرنا نبی ہو یا ولی اُسکا یہ حکم نہیں ہے
چنانچہ ماسبق میں مفصل بیان ہوا کہ اُسکی چند صورتیں ہیں اور اولیٰ عدم تخاطب بغیر خدا ہے
الٰہی تیرا شکر ہے خدا خدا کر کے بڑی جان جوکھوں اور وقت اور مصیبت سے شرط اول سے
نمٹا اب شروط باقیہ — نذر کا وقت ہے شرط دوم قصد ہے انما الاعمال بالنیات
عمل کا دارومدار نیت پر ہے بدون قصد و ارادہ کے محض تلفظ اور منہ سے کہنا صیغہ کا
کافی نہیں ہے فلہذا مست و مخمور اور بیہوش و مجنون اور مغلوب الغضب اور سہو کی نذر منعقد نہیں
ہوگی علیٰ ہذا القیاس صیغہ بدون لحاظ معنی کے یعنی للہ علیّ کا طوطی کیطرح تلاوت کر لینا
ناخواندہ آدمی سے انعقاد میں کافی نہیں ہے اسی جگہ سے جاہل نکاح خوانوں کی صیغہ
عربی پڑھنے میں دقت ہے اور بلا قصد نذر ریا و سمعہ یا نشو و نما اور نام وری کو صیغہ نذر
جاری کرنے سے بھی نذر منعقد نہیں ہوتی علیٰ ہذا نذر زجر و تبرع بدون لحاظ قربت و
رضا حضرت عزت محض زجر نفس کو بغرض نفع دنیا و حفظ مال و جاہ مثلاً فقط صیغہ پڑھنے سے
نذر نہ کہلاویگی اور قصد مراد قصد انشا و ایقاع ہے گذشتہ و آئندہ سے اقرار و اخبار
مقصود نہو اسی بات کی رعایت اَنْکَحْتُ وَزَوَّجْتُ وَقَبِلْتُ وَرَضِیْتُ میں درکار ہے کہ نذر کا
ذکر اور منت کا وعدہ نذر و منت نہیں ہوتی یہ سب بحث خود ناذر کے حق میں ہے باقی
دوسروں کے واسطے محض ظاہر حال اور اقرار کافی ہے اَفْعَالُ الْمُسْلِمِیْنَ مَحْمُوْلٌ عَلَی الصِّحَّۃِ
شرط سوم قابلیت ناذر کی باین معنی کہ بالغ و عاقل مسلمان و مختار ہو کہ نذر صغیر و مجنون
و کافر کی صحیح نہیں البتہ کافر کو بعد اسلام سے مشرف ہونے کی نذر کفر کا ایفا کرنا مستحب ہے اگر
وفی اللہ ہو ورنہ نہ اور آیا کہانا اس شیرینی وغیرہ محکوم بالطہارت چیز کا جو غرا خانہ دخل

له مسلمانوں کے فعل محمول ہیں صحت پر ۱۲

ذبیح و کربلا پر ہنود و نصاریٰ وغیرہ چڑھاتے ہیں کیا حکم رکھتا ہے الظہر جواز ہے جبتک کہ
اونکی رطوبت مس کی نہ ہووے مثل شربت کے نجس نہو اور حرام چیز بھی نہو ورنہ ناجائز ہے۔
عوام الناس بڑی غلطی کرتے ہیں جو نجس چیز کو نیاز سمجھکر کہا لیتے ہیں اور کبھی مال زادگی نذر
و نیاز کو کہانا جبتک بالتخصیص شے حاضر کی نسبت علم نہو کہ مال کسب و اجرت زنا و غنا
سے ہے اصول کی راہ سے بقاعدہ اَفعَالُ المُسلِمِینَ مَحمُولٌ عَلَی الصِّحَّۃِ روا ہے مگر
خلاف تقوی ہے علی ہذا ملازمین یوالی یعنی کچہری کے نوکروں کے مال کا حال ہے تا حیات
ان سب کے مگر بعد وفات کل مال مشتبہ و مظالم ہوگا اور مابعد مس طاہر ہوگا اور عورت کی نذر
بدون اجازت خاوند کے منعقد ہوجاتی ہے نافذ نہیں ہوتی اجازت شوہر پر موقوف رہتی
ہے اور بقولی لغو ہوجاتی ہے پہر بعد از اجازت از سر نو کرے تو کرے منقول ہے لیس
لِلمَرأَۃِ مَعَ زَوجِهَا اَمرٌ فِی عِتقٍ وَلَا صَدَقَۃٍ وَلَا تَدبِیرٍ وَلَا هِبَۃٍ
وَلَا نَذرٍ فِی مَالِهَا اِلَّا بِاِذنِ زَوجِهَا اِلَّا فِی حَجٍّ اَو زَکوٰۃٍ اَو بِرِّ وَالِدَیهَا اَو صِلَۃِ رَحِمٍ
یعنی نہیں عورت کو خاوند کے ہوتے کچہ اختیار بردہ آزاد کرنے میں اور نہ خیرات
و صدقہ میں اور نہ تدبیر غلام میں اور نہ ہبہ اور دے ڈالنے میں اور نہ نذر میں یہ سب
اوسکے مال میں کیوں نہوں بدون اذن اپنے شوہر کے اں حج و زکوۃ اور حسن سلوک
والدین اور صلہ رحم بجا لاسکتی ہے یہ سہاگن کا حکم ہے اور بیوہ اور کنواری بے پدر
مختار ہے جو چاہے سو کرے اور فرزند کی نذر کو بھی باپ کی اجازت پر متعلق کیا ہے مگر ظاہر
عدم مخالفت ہے نہ اذن و اجازت بہر حال بعد تزویج لڑکی اپنے شوہر کے تابع ہے اور
لڑکا اپنے نفس کا مختار ہے اور غلام و لونڈی کی نذر بھی اذن آقا پر موقوف ہے بقولے
مالک کو اختیار ہے کہ باطل کرے یا جاری اور بقولے لغو ہوجاتی ہے اصل تینوں جگہہ بعد
اذن صحت و نفاذ ہے اور نذر محجور اور مفلس کی بابت مالیات کے منعقد ہوجاویگی
مطلب
مگر تا رفع حجر تصرف سے ممنوع رہیگا **شرط چہارم** رجحان شرط ہے یعنی وہ مراد کہ

جسکی بابت نذر بھی حلال و مباح بلکہ امر خیر ہو یعنی ایسی بات ہو کہ اُسکا خدا سے چاہنا
بد نہو اور جزا اور شکر کی صلاحیت رکھتا ہو خواہ اپنے واسطے ہو یا غیر کیلیے عموماً اور محض فعل
خدا ہو یا فعل غیر ہو یا اپنا کام ہو کسی وقت اور زمانہ سے محدود و موقت ہو خواہ مطلق ہو
جیسے چین و امن کا ملک میں جمع ہونا قحط و وبا کا دفع ہونا بدعت و شرک کا بستی سے مٹ جانا
موذی جانوروں کا گھٹ جانا مرض و علت سے شفا اور صحت نزول بارش باران رحمت
یا کسی موقع اور وقت تک تندرستی کا بنا رہنا اپنا یا کسی غیر کا یا علم و دولت و طاقت و اولاد
بنیاد رزق روزی نوکری چاکری حلال مزدوری کا ملنا حج و زیارت سے مشرف
ہونا نماز کا ادا ہو جانا قضا کا یا ادا کا بیاہ نکاح متعہ کنیز کا میسر آنا اور مسافر کا خیر و عافیت
گھر پر آجانا یا گمشدہ کا ملجانا اور حفظ جان و مال و آبرو اپنی یا دوسرے کی حاکم یا دشمن سے یا
کسی درندہ یا گزندہ یا دیگر آفات ارضی و سماوی سے یا شر و اضلال شیاطین سے اور وہم و وسوسہ
وغیرہ سے محفوظ ہونا یا معصیت و نافرمانی خدا و رسول یا کسی مکروہ مرجوح کے ارتکاب
سے بچا رہنا اپنا یا دوسرے کا جیسے شراب بھنگ چرس گانجا تاڑی عیاشی تماشا بینی چھوٹ
جائے یا افیون مدک و چانڈو و تمباکو حقہ کی لت جاتی رہے یا میانہ روی کا ڈھنگ آجاوے
فضول خرچی کا رنگ جاتا رہے یا مسخرے و بیکار بازی کی خو چھوٹ جائے یا پتنگ بازی کی چلتری ٹوٹ جائے
علیٰ ہذا کل اچھی باتوں کا ظہور اور بری باتوں کا ناپید ہونا شرط ہونیکے قابل ہے اور اسیطرح
ہر ایک امر حرام اور ضرر اہل اسلام کے حصول پر منعقد نہو گی لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ[1]
اور مخالفت میں ایسی نذروں کے کفارہ بھی نہیں ہے خدا سے چاہئے بچا رہے اور انکا
قصد ہی نکرے مثلاً زوال نعمت اور نزول مصیبت کی تمنا کرنا اپنے لئے یا کسی مومن کیلیے
یعنے تلف جان و مال اور آبرو اور اولاد بنیاد و صحت اور تندرستی کا رفع ہونا یا مال
غیر یا قتل مومن پر یا کسی معصیت یا کسب حرام پر قدرت پانیکی منت ماننا یا چوری جاری

[1] معصیت اور گناہ میں منت نہیں ۱۲

اور گانے بجانیکی استعداد اور مہارت ہونے پر نذر کرنا اور سبق ومایہ یعنی گھوڑ دوڑ
اور نیزہ بازی اور گولا اندازی وغیرہ فنون سپہ گری کی سوا باقی ہر قسم کی قمار اور لہو و لعب
اور ہار جیت اور جوے اور کھیل کود پر بازی لیجانے پر یا شطرنج و چوسر میں بازی جیتنے پر
یا قرعہ اندازی یا بازاری سرکاری یعنی چٹھی ڈالنا بنظر خریداری جو ایک نیا رواج چلا ہے
اسمیں نیل مرام اور عروج نام کے اوپر منت ماننا یا سحر سفلی و علوی کی تاثیر یا
نجوم و رمل و جفر کی تقریر کی سرسبزی پر نذر کرنا یا شعبدہ اور طلسم میں ور رہنا
یا جھوٹے مقدمات پر فتحیابی یا ناجائز روزگار یا عبث حرام و مکروہ شکار پر کامیابی
اسی طرح ہر امر حرام اور مکروہ بلکہ مباح مرجوح کے حصول پر نذر منعقد نہوگی تفصیل
ایسے چیزونکی حق الیقین و رسالہ گناہ کبیرہ وغیرہ سے ملیگی کسیقدر کہری باتیں
اہم شماری گئی ہے اور صراط المستقیم میں بسط دیا گئے فی الجملہ مشرح لکھا ہے یہاں
فقط تنبیہ اور توضیح کی نظر سے اسقدر بھی طول دیا ہے ورنہ اسکا موقع پورا پورا نہ نکلتا تھا

شرط پنجم نذر و جزا یعنے جو منت مانتا ہے اور جو کام اپنے اوپر خدا کیلئے واجب
و لازم گردانتا ہے شرط ہے کہ طاعت و عبادت اور مقدور و ممکن بحسب عادت ہو التزام
فعل مسنون و مندوب ہو یا ترک مکروہ و مرجوح پس ارتکاب معصیت اور فعل حرام
اور التزام مکروہ اور ترک اولی کی نذر صحیح نہیں ہے بلکہ علی الاشہر مباح مطلق پر
نذر منعقد نہیں ہوتی کیونکہ اسمیں کچھ طاعت نہیں پائی جاتی اور قربت نہیں نکلتی
باقی التزام فعل واجب اور ترک حرام کی نذر میں اختلاف ہے نافذ ہونا بہت
صاف ہے تاکید و تہدید مقصود ہے اور اوصاف اور قیود میں رجحان
شرعی ہونا مختلف فیہ ہے احوط یہ ہے کہ بلا رجحان شرعی مقید نکرے اور عہدون
و استحباب نفلی کوئی شرط اور قید نہ لگائے اور کر چکا ہو تو قید و شرط کی رعایت احوط ہے
بشرطیکہ غیر مشروع نہو یعنی شرعاً اور حکماً شرط یا جزو اس فعل کا بجالانے اور ثواب اور لازم

سمجھکر سنت نہ مانیں اور التزام امر مذکورہ معین ہو یا غیر معین وقت سے مقید ہو
یا مکان سے یا وقت و مکان دونوں سے مقید ہو ہر طرح درست ہے پس نماز روزہ
و حج و عمرہ زکوۃ و فطرہ و خمس جہاد امر بالمعروف نہی عن المنکر طواف اعتکاف۔
زیارت تلاوت سجدہ تسبیح غسل وضو اذان اقامت دعا درود اور مجاورت مساجد
و مشاہد و قیام اللیل یعنی شب عبادت جگا اور صیام الدہر یعنی سال بھر روزہ رکھنا
اور نکاح اور متعہ اور ہدی اور قربانی اور عقیقہ اور مسلمانی اور خدمت والدین و علما
و صلحا و مومنین خصوص حجاج و زوار و طلبہ دین کی خدمت اور فقرا و مساکین اور
معذور و مجبور ونکی اعانت اور پیاسے کو سیراب کرنا ننگے کا تن ڈھکنا بھوکے کا
پیٹ بھرنا اندھے کا ہاتھ پکڑنا بیمار ونکی تیمار داری مسافر ونکا استقبال و مشایعت
اور جنازہ کی تجہیز و تکفین اور ہدیہ میت خصوص ترویح روح پر فتوح ختم المرسلین
و ائمہ معصومین اور اعمال خیر میں انکی نیابت بجالانا اور ہدیہ عطیہ اور صدقہ اور خیرات
ابرا و اسقاط نکاح و اصلاح وقف اور تحبیس سکنی عمار یا ادائے دیون مہریہ و غیر مہریہ و عتق
و اطلاق عبید و اسیر مساجد و مدارس و حسینیہ کی تعمیر مقبرہ وقفیہ اور پل اور نہر اور
چاہ اور سراے اور حمام وقفیہ سقایہ و سبیل یعنی پیاؤ بٹھلانا اور لنگر لگانا ولیمہ کا کھانا
بیاہ نکاح عقیقہ ختنہ ولادت عمارت اور غرس[سلہ] میں کہلانا اور بسم اللہ کا ولیمہ بھی
ہو سکتا ہے مگر برس اور مہینوں کی قید بیجا ہے اصل اسکی شادی مکتب ہے اور
نذر مجلس عزای سید الشہدا اور محفل میلاد سید الانبیا بلکہ مجالس میلاد و وفات چہاردہ
معصوم اور وقف کتب دین اور نشر علوم اور غیر انکی ہر قسم کے طاعات و قربات
خیرات و مبرات زر و زیور نقد جنس لباس طعام کچا پکا جسکی اسم شماری کہری بات تین
کی ہے سب کی نذر ہو سکتی ہے بشرطیکہ جملہ عبادات توقیفی بنہج شرعی واقع ہون

سلہ غرس باغ لگانا ۱۲

وضع اور قطع اور صورت اور کیفیت اور شرائط اور لوازم میں کچھ دخل و تعرف
اپنا اور ایجاد بندہ نہو کہ بدعت کی نذر باطل ہے اور امور اختیاریہ میں اختیار حاصل ہے
مگر تشبیہ سے بچنا وہاں بھی واجب و لازم ہے پس نماز جی رکعت اور جسوقت چاہے
نذر کرے اور روزہ جسقدر اور جس موسم میں چاہے نذر کرے متوالی یا متفرق
حتی صیام الدھر اگرچہ ثواب کم ہے سوا صوم عیدین اور ایام تشریق کے
کہ وہ حرام ہیں اور حج کعبہ پیادہ خواہ سوار دونوں طرح نذر ہو سکتا ہے مگر
چار ہاتھ پاؤں سے چلنا نذر نکرے حتی کہ عورت بھی یہ سنت زمانہ کفر ہنود میں
مروج ہے اپنے تیرتوں میں وہ زمین ناپتے جایا کرتے ہیں۔ اسلام میں مشروع
نہیں ہوا اور جہاد کی سنت فی زماننا غیر مقدور میں داخل ہے اور زکوۃ و خمس
کا مقدار سے کم دینا نذر ربا نذر بے سود و لاحاصل ہے اور اعتکاف تین دن سے کم
نہو گا اور اعتکاف لیلہ[1] عمر نے جہالت سے نذر کیا تھا حجت نہیں اور چلہ کشی
اور زیارت دور و نزدیک دونوں طریق شرعی ہیں اور غسل میں کچھ امتیاز نہیں
ارتماسی ہو یا ترتیبی اور اذان توقیفی کے سوا دوسرے مجاز نہیں ہے اور مجاورت
مساجد و مشاہد سے خدمت اور وہاں رہکر عبادت مراد ہے اور رات جگہ سے
عبادت خدا میں شب بیداری مراد ہے اور عقیقہ سے مراد ولیمہ اور قربانی ہے
اور ختنہ کرنے کا نام مسلمانی ہے اور صدقات اور خیرات اور ہدیہ اموات اور
ترویج اور نیابت حضرات میں وزن و جنس اور وضع اور مصرف وغیرہ میں
کیفیت منقول و معقول عادی و ارادی طبعی و حکمی کا مضایقہ نہیں مگر تشریعی
قیود باطل و مبطل نذر ہیں خواہ اپنے دل سے ایجاد کرے یا شرع ہنود و نصاری
و یہود کے اتباع پر مری یا بدعات سنیہ اور اختراعات صوفیہ کی تقلید کرے یا احکام

[1] یعنی ایک رات کا اعتکاف ۱۲ منہ

نجوم و رمل و اقوال پنڈت و سیانے وغیرہ کی پابندی کرے آیا مریض و
مسافر کا صدقہ کو تو نہ لگوانا اور اُسکے بدلنے چھونا بھی اتباع قول اہل تنجیم ہے
یا ادائے حکم دست بدست ہے کہ اُسکی طرف سے ہو جاوے اسمیں تامل ہے
ظاہرا بے اصل ہے اور امام ضامن کا روپیہ پیسہ صدقہ ہے تو دیکر چلے اور نذر
ہے تو ہو چکر و بے بازو پر باندھنا بہر حال لا حاصل ہے پناہ خدا اور امام ثامن
ضامن کی ضمانت روپیہ میں نہیں لگی بلکہ روپیہ کا منھہ سے کہلے گا کسی کے منہ آ
پڑیگا تو سیر بلیات ہوگا اُدہر ڈانٹ چلے گی اُدھر ستر بلا ٹلے گی اور نذر نماز معکوس
و صوم عیدین ہر جگہہ اور صوم ایام تشریق منی میں اور نذر اعتکاف و صوم و صلوۃ
وغیرہ عبادات مشروط بالطہارت کے ایام حیض و نفاس میں اور صوم صمت
یعنی چپ کا روزہ اور صوم وصال یعنی طے کا روزہ شرع اسلام میں منسوخ ہو گیا
ہے قال علیہ السلام رسول اللہ لا وصال فی صیام شیخ فرماتے ہیں لا یصوم الرجل
یومین متوالیین من غیر افطار و مستحب للعبد ان لا یدع السحور اور شکلکشا کا روزہ ہوا پہر دن
چڑہے تک کا اور ہندوانہ برت اُپاس ورات جگا جاہلانہ کہ گانے بجانے اور گلگلہ
پکانے میں رات بسر کرتے ہیں اور صبح کو بچہ کو سبز جوڑا پہنا کر مسجد میں لیجاتے ہیں
سب باطل اور لغو ہیں بلکہ ثواب کے عوض عقاب کے مستحق ہونگے اور علی ہذا
نذر ذبح انسان اور قتل نفس زکیہ بیگانہ بیگانہ کے حرام و فاسد ہے اور ذبح
اسمعیل پر قیاس باطل ہے اول تو وہ امتحان مخصوص بذات خلیل تھا دوم اب
وہ شرع نہیں کہ عبد اللہ کا ذبح عند اللہ حلال و ثواب ہووے انا ابن الذبیحین فخر

لہ یہ لقب امام علی رضا علیہ السلام کا عوام شیعہ میں مشہور ہے وجہ اسکی ابہی تک کچہ معلوم
نہیں ہوئی ۲ کہا رسول خدا نے نہیں ملانا ہے روزہ میں ۳ نہ روزہ رکہے شخص
پے در پے بدون افطار کے حالانکہ سنت ہے بندہ کو کہ ترک نکرے کہانا سحر کا

رسول اللہ پر ختم ہے مگر استبصار میں روایت ہے کہ اگر کوئی قوم فرزند کے
خانہ کعبہ میں نذر کرے تو اسکو مستحب ہے کہ ایک فربہ مینڈھا ذبح کرے اور اسکا گوشت
مساکین پر تصدق کرے دفیہ ما فیہ غیر امر مستحب ہے لاباس بہ ولی اس رسم سے
احتراز چاہیے اور شرب مسکرات اور اعانت منہیات اور ترک فرائض شرعی یا دیگر
طاعات وعبادات چہ واجب چہ سنت کی ترک کی منت کرنا بلکہ بلا رجحان
شرعی کسی مباح کے ترک کی منت ماننا جیسے ترک حیوانات اور ترک زینت
اور ترک لذات کو نذر کرنا اور تجرد اور تفرد اور رہبانیت وسیاحت یعنی خانہ
بدوشی آزادی سیاحی گوشہ گزینی تکیہ نشینی بلا نکاح رہنا جو امر شرع اسلام میں
منسوخ ہو گئے ہیں اون کی نذر بھی باطل ہے [۱] سئل ابی جعفر عن صوم
عاشورا فقال صوم متروک بنزول شہر رمضان والمتروک بدعۃ
اور طلاق اور لعان ظہار و ایلا کی نذر بھی باطل و فاسد ہے اور ڈھول تاشہ
مرفہ نوبت نقارہ مسجد و تعزیہ خانہ یا مزار صوفیہ کیلئے منت کرنا اور چڑھانا
گو کسی غرض سے ہو حتی کہ اعلام سحر ماہ رمضان کو یا اعلان مجلس وعظ و سلام
کو ہو نوشہ یا نقارہ چڑھانا اور نذر کرنا یہ سب بدعت ہیں اِن کاموں کے
نذر کرنی بھی معصیت ہے جب شرع نے اذان کی جگہ گھنٹہ اور ناقوس کو
پسند نہیں کیا تو یہ کیونکر صحیح ہو سکتے ہیں اور زیارت نقل قبور ائمہ المعروف
نجف و کاظمین درگاہ و کربلا و ضریح و تعزیہ کی منت خالی بحث سے نہیں ائمہ
جانے کے لئے اور اون کے دیکھنے سے کوئی غرض شرعی قایم کرنا چاہیے جو
طاعت خدا ٹھیرے اور غلاف کعبہ کو نذر کرنا اور پوشش قبور ائمہ کی منت

---

[۱] کسی نے امام محمد باقر سے پوچھا روزہ عاشورہ کو حضرت نے فرمایا اگر روزہ ہے جو رمضان کے نزول سے
فرض ہونے سے متروک ہو گیا اور جو متروک ہو گیا اسکا کرنا بدعت ہے [۲] مسلمانوں کو توشہ اور ہدیہ و تحفہ میں بھیجا جو ...

طاعات وقربات ... نہیں ہے ...

ماننا بھی محل تردد و تامل ہے اور دیگر قبور پر غلاف چڑہانا تو صریح لاطائل ہے اور نامعلوم
قبر و نیز پنکہا چڑہانیسے کیا حاصل ہے اور حرم کے پردہ اور مساجد کے پردہ کی نذر کرنا
صحیح ہے اور اسیطرح کعبہ اور مساجد اور مشاہد کو خوشبو کرنا اور قبر و نیز آئمہ و علماء و
صلحا کے یا علم دُلدُل و ضریح و منبر پر بنظر خوشبو پہول چڑہانا ہو سکتا ہے مگر قبور مسلمین
پر تردد ہے اظہر عدم جواز ہے اسیطرح روشنی میں کلام ہے اور سوائے خوشبو
وعطریات کے اور کچھ نقد و جنس چڑہانا خلاف طریقہ احتیاط ہے بوے شرک
آتی ہے چڑہاوہ ہنود سے ماخوذ ہے گو مصارف کا قصد بھی ہو انسب یہ ہے
کہ مومنین حاضرین کو کہلاویں یا تقسیم کردیں یا خدام و زوار کو دیں یا مصالح درزوائد
و مصارف کی نظر سے متولی و ناظر کے حوالہ کرے بہرحال خود قبر و نیز رکہنا یا نقل
قبر پر لاحاصل ہے علی ہذا اشیاے دیگر پر اور ضریح و علم اور شدّے اور نشان کا
چڑہانا اور اونکے سامان کا نذر کرنا شعائر انکا کا بڑہانا ہے کیا مضایقہ ہے علی ہذا
تابوت اور دلدل و پیک بنانے کی منت اسی نظر سے روا ہے شیرینی اور
مرثیہ خوانی کا ساتھ ساتھ ہونا لوازمات سے نہیں ہوں تو برا بھی نہیں اگر
تشریع سے بچے اور ممنوعات شرعیہ سے مرتکب نہوں اور قصد قربت خدا ہو
یعنی اوسکی خوشنودی کی نظر سے کرے اور چڑہانیکے حقیقی معنے مراد نہوں
تعزیہ خانہ میں دینا یا وقف کرنا یا مجلس میں پہونچانا مراد ہو اور سجدہ اور تقبیل
اور سلام اور مس کرکے آنکہوںسے لگانا وغیرہ تعظیم و تکریم نامشروع و زائد
نہ بجا لاوے ۔ اور زیارت کے معنے دیکہنے کے ہیں اُسکو دیکہے اور محزون و غمگین
ہو علم و شدّے رسول اللہ کا کرتہ و جبہ اور آئمہ کا عمامہ اور ٹیکا نہیں ہے کہ اون کا
دیکہنا اور مس کرنا اور چہونا عبادت ہو حالانکہ اون کا عبادت ہونا بھی مشکل ہے
پس امام باڑہ یا قبروں کے سلام کو جانا یا قدم رسول اللہ کی زیارت کو جانا

پائچہ شریف یا جبہ شریف کی خواہ جاکر دیکھیں یا سلام کریں یا آنکھوں پر رکھیں یا ہاتھ
کو لگائیں بوسہ دیں یا کچھ نہ کریں قطع نظر اصلی وغیر اصلی ہونیکے اعتقادی بات
ہے امر شرعی معلوم نہیں ہوتا اور نہ ظاہرا کچھ طاعت وعبادت نکلتی ہے
کہ منت منعقد ہو اور حضرت صادق علیہ السلام کے ہاتھ میں عصائے رسول کو
دیکھکر بو حنیفہ کا چومنے کو جھکنا بے شک صحیح روایت ہے مگر حنفیوں کے لئے
حجت ہے علی ہذا مسجد کا سلام خصوصاً چالیس مسجد کے سلام کی منت ماننا خالی
ہاتھ اٹھوائے یا سلام بھی کہے تشریع ہے بلکہ سلام کو ہاتھ اٹھانا زمین بوس
اور سجدہ تعظیم کا اختصار شاہجہانی ہے اور اسیوجہ سے اسکی صحت میں وقت
سلام علیکم بھی وقت ہے اور مسجد کو سجدہ کرنا اور سلام کرنا مشروع نہیں ہوا
اگر مسجد کی زیارت کو نذر کریں تو اسکے یہ معنے ہیں کہ دو رکعت سنت تحیۃ المسجد
کی پڑھیں خالی دیکھنے سے کیا نتیجہ ہے اگرچہ خالی جانا بھی عبادت ہے لیکن
چالیس کے عدد پر کوئی سند نقلی عقلی ابھی تک نہیں نکلی چالیس صباح اول فتح الباب
کرنا تو مروی ہے لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا[1] اور بالوں سے
بہارنا مسجد اور عزاخانہ کا یہ بھی تشریع ہے جاروب کشی کی نذر البتہ ہوسکتی ہے
اور مہندی گو سامان بیاہ ہے مگر ترک اوس کا اولیٰ ہے اول تو شادی قاسم
میں کلام دوسرے سحر کتخدا مہندی چوڑی وہاں کہاں اور گشت دیکر لیجانا ایک
جگہہ سے دوسری جگہہ پر شعائر کو جو طریق اہل ایمان ہے اسکی حقیقت اشاعت
اور اعلان ہے مگر نوبت نقارہ اور جلوس محض شان ہے اور شبیہ نکالنا
تشبیہ ہنود ہے ہند میں رام لیلا ہوتا ہے پھر امام لیلا بیجا ہے دانا و فہمیدہ
امام باڑہ کے لفظ سے حسینیہ اور عزاخانہ کو بہتر جانتے ہیں گلال باڑہ کی مناسبت

---

[1] شاید اللہ ظاہر کرے بعد اسکے کوئی بات منہ

سے بچاتے ہیں چہ جائیکہ مردوں کو زینب و شمر وحسین بنانا اور اُسکے ساتھ
غنا وغیرہ منہیات کا عمل میں لانا کیونکر پسند کرینگے اور ماتم اور سینہ زنی بقصد
سامان رقت وبکا اور طرز ابکا اگر منظور ہو تو محتمل صحت ہے نہ بقصد اصل ماتم
ویا نقل ماتم کہ اُسکو علما منع کرتے ہیں اگرچہ بحکم کل الجزع والفزع والبکاء
مکروہ الا الجزع والبکاء علی الحسین بماتہ نظر میں محتمل صحت ہے مگر اور بھی ممانعت
کی علت ہے اور سبیل نذر حسین میں نیابت یا ترویح کا قصد کیے علیٰ ہذا نذر
ونیاز وکونڈے وصحنک وحاضری و دودکٹریں وغیرہ جو مروج ہیں نہیں
قصد ہدیہ میت اور ترویح یا نیابت لازم ہے اور بقصد ہدیہ وتحفہ وہی نذر
وچڑھاوا ہے اسوقت اور اسجگہ یہ قصد بے محل ہے اور اہتمام زاید طہارت
وملت میں ٹھیک ہے لیکن منجر بوسواس وافراط بھی نہو پس کونڈے میں
کورا برتن ہونا یا مخصوص اسی کام کا ہونا اور اچھوتا سمجھکر الگ اٹھا رکھنا
ضرورت نہیں ہے گھر کی تغاری برتن بھی کافی ہیں اور بیگانہ کی نظر سے
رکھہ چھوڑنا بھی ضرورت نہیں ہے عطیہ معصوم کا باعث برکت وتبرک ہونا
تو مروی ہے مگر یہہ سمجھہ میں نہیں آتا کہ تبرک اور چھوتا سمجھنا نذر ونیاز وحاضری کا
کیا معنے رکھتا ہے شاید کہ پیر کی نیاز اور دیوی کی بھینٹ سے لیا ہے ورنہ شرع
کی رو سے تو نذر ونیاز صدقہ وخیرات ہیں رہا بنی ہاشم کا اسوجہ سے احتراز کرنا
کوئی بات نہیں ہے زکوٰۃ وفطرہ کی اُنپر حرمت ثابت ہے نہ ہر خیرات کی بلکہ
وہ صدقہ یعنی زکوٰۃ وفطرہ بھی بعد تملک اپنے مہمان اور عیال اور عزیز وآشنا
کو جو سید ہوں فقیر امتی کھلا سکتا ہے بلکہ اسپر نیاز وفاتحہ بھی آسکتا ہے اور
یہ عقیدہ عوام کا کہ دو پارہ فاتحہ نہیں آتا بے اصل بات ہے اور عموم نیاز امام کا

[1] ہر چیخنا اور چلانا اور رونا اور چیکنا مکروہ ہے الا جزع وبکا ماتم حسین میں ۱۲ منہ

اور خصوص حاضری علمدار کا اور تخصیص نیاز جناب سیدہ کی عورات سے اور
سر پوشش کر کے فاتحہ دلانا صحنک و کونڈے پر کہ مرد کا سایہ نہ پڑے محض تشریع ہے
اور افراط و تفریط ہے ہر اطعام کے مستحق خاص مومن ہیں اور مومنین میں تخصیص
نہیں مرد ہوں یا عورت یکساں بات ہے اور جلال علمدار اور عفت سیدہ اور
مظلومیت سید الشہدا قابل حجت و سند نہیں بلکہ غلو ہے آگے مرتکب کبائر کو
خصوصاً مخالف مذہب کا نہ دینا احوط ہے الا بضرورت دے سکتے ہیں الضرورات
تبیح المحذورات اور اسمیں بھی شک نہیں کہ بہوتوں سے
ہو کے افضل ہیں آگے دینا اور برادری اور دوستی کی راہ سے کھلاؤ گے تو صدقہ
و نیاز نہ ہوگا ہدیہ و تحفہ ہو جاویگا منت سر سے نہ اوترے گی آگے ملے جلے امیر
غریب ہوں اور مومن سمجھکر بلائے جاویں تو کچھ حرج نہیں ہے یا اپنے عزیز و
اقربا کو غریب و نادار سمجھکر کھلاوے تو اور اولیٰ ہے باقی ساتھ سہاگن یا بیوہ یا
کنواری کی خصوصیت بلا شک تشریع او بدعت ہے علیٰ ہذا التزام جنس خاص مثل
ملیدہ و چوری و گلگلہ و رحم و شیرمال و روغنی روٹی و حلوہ روٹی و کباب و کھیر و شکر
و آردبرنج و دلیہ وغیرہ کہ جو مقرر کر رکھا ہے کہ فلاں نیاز میں فلاں چیز ہے ہو
اڑہائی دمڑی اور سوا بیسہ اور سوا من اور پانچ سیر وغیرہ وزن میں ہو اور اوسی
روز ہو جو اسکا معین کر رکھا ہے بلکہ اوسی وقت پر جو بڑوں سے چلا آتا ہے اور
اسی وجہ سے حاضری و رحم و صحنک و کونڈہ و دودھ و گھر وغیرہ نام اون کے
ٹھہرا رکھے ہیں یہ التزام نذر و نیاز و فاتحہ میں بے اصل و بیجا ہے سوا ے تشریع
اور ایجاد کی شرعی عقلی طبعی عادی ارادی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی بڑی
دیگ شیر برنج کی پکانا اور نبی کریم کا ہنڈا کہنا عجب نام ہے آگے بی بی ہوڑا اور

۱ گر ضرورت بود روا باشد ۱۲

بی ٹہنڈک اور بالی بی بی تاپید بی بی وغیرہ ناموں سے نیاز کرنا بغرض محال اگر
جناب سیدہ و سکینہ و شہربانو مراد ہوں تاہم قبیح رسم ہے اول ان ناموں سے
پکارنا دوم تخصیص وضع اور قطع نذر کے اور اگر قصد قربت ہو تو اور بھی گیا
گذرا اور استعانت میں خرابی ہووے تو جڑ ہی بگڑ گئی دو گھڑ بھرنا اوت
مردوں کی ہدیہ میت ہے نہ کچھ اور پھر اوسکی نذر و منت کرنا اور اوسنے استعانت
واستمداد چہ معنی ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ بے وارثوں کے واسطے اس نظر سے
کچھ خیرات کرو کہ خدا ہم کو بے وارث نہ رکھے رحم کرے پس ہر کام و ہر حال
میں خدا کے مطیع رہو بس اوسی سے مطلب رکھو اور مطلب مانگو اور اوسی کی
خوشی کو فاتحہ دلاؤ اور چوکہا چراغ سیدہ کا گھی یا تیل کا ظاہرا ایجاد ہنود سے
آرے بدون تشریع مضایقہ نہیں خصوص وقت ضرورت یا اس نظر سے
کہ گھی کم لگے مگر تم اس نظر سے نہیں کرتے یہ میں کہے دیتا ہوں ورنہ التزام
نہ باقی رہتا اور مسجد میں چراغاں کرنا درست ہے گو بکثرت ہو مگر امام بارہ
کی روشنی میں کلام ہے منت بلا منت ضرورت سے زائد روشنی کرنا اور
آرایش دینا مصیبت کے مکان کو صاحب معراج السعادۃ نے اسراف اور
تشبہ بقوم یزید لکھا ہے مگر آلات روشنی اور فرش وغیرہ مسجد و امام بارہ کے
لئے چڑہانا یعنی وقف کرنا درست ہے کہ وقتاً فوقتاً کام آویں باقی شب برات کو
سنت کی منہدی یعنی چراغدان اپنے گھر میں روشن کرنا محض لغو ہے اور دو
بتیاں سبز سرخ حسین و حسن کے نام کی ہاتھ میں لیکر شب بھر ضریح کے سامنے ایک
ٹانگ سے بال کہولے کھڑے رہنا صریح تشریع ہے بلکہ اصل ضریح پر یہ کام نہیں
ہوتے چہ جائے نقل اور ضریح و مسجد و ممبر کے ستون و کنگرہ پر سرخ نالا ڈوری
باندہنا جسکو بعض چلہ اور بعض پورنا کہتے ہیں پوری بیوقوفی ہے اور یاد داشت کے

گہرہ کا قصد ہو تو بھی لغو ہے اور مسجد میں پیالہ اوندا کرنا اور نصیب سید ہے
ہونے پر اُسکو دودھ چانول سے مثلا بھرنا عجب اوندھی رسم ہے علی ہذا گنج کے
دس بارہ پیالہ ہر ایک امام کے نام کے جدا جدا اور اُسکے شرائط اور لوازم
سب بے اصل ہیں ایک جگہ جسطرح پکا ہے اوسیطرح ایک ظرف میں رکھکر کہلا سکتے
ہیں اور جسقدر آدمیوں کو چاہیں کہلا دیں کچہ خصوصیت دس بارہ کی نہیں ہے
اسیطرح دسترخوان جناب امیر کی کیفیت ہے کہ خالی تشریعات چند در چند اور
بدعات متنوعہ سے نہیں اول تعدد انواع طعام کا التزام دوم تخصیص اجناس
طعام سوم حبس طعام شب بھر گو بغرض نشان دست مشکلکشا ہو بلکہ خود
اس غرض کی آرزو اور اس کی صحت کا اعتقاد مشکل ہے چہارم قربت غیر خدا
کرنا اور اسکو عبادت و کار ثواب سمجھنا سب سے بڑھگیا اسمیں تاویل کی گنجائش
بھی نہیں ہے صریح جناب امیر کے سامنے پیش کرنا ظاہر ہے جانے چون و چرا
نہیں یہ دسترخوان اہل ایران کا اختراع ہے حدیث میں نہیں لکھا ہے علی ہذا
نوروز کے دن رنگین شیرینی کا رواج جو لکھنؤ میں دیکھا گیا مجوس سے لیا ہے
اور نوروز کو آبکے عوض رنگ گلابی پاشی تو عین ہولی ہے اور کلکے نام سے ہر ہفتہ یا
ہر ماہ میں کسی کلہیا وغیرہ میں جو بقاعدہ خاص مقرر کیجاتی ہے روپیہ پیسہ ڈالنا
اور با وجود مقدرت پیسہ پیسہ کرکے جمع کرنا اور ہوتے سراتے مستحق سے روکے
حبس کرنا اور روکنا یہ بھی عقل و نقل کے خلاف ہے ہاں اگر کوئی مسکین بے مایہ
کسی بڑے امر عظیم مثل زیارت و حج و عمارت مسجد وغیرہ کی نیت سے مثلا روپیہ جمع کرے
تو کیا مضائقہ ہے عجب نہیں کہ اُسکی نذر بھی صحیح ہوئے اور اسی قسم سے امام کا بچہ
فقیر بنانا سبز الفی گلے میں ڈالکر ڈوری پہنا کر جھولی لیکر با وجود مقدرت ما
مانگ کر لباس پہنانا کہ جیتا رہے یہ دونوں بھی کچھ عبادت و طاعت نہیں

بلکہ سوال کی شرع میں مذمت ہے اور چندہ میں کبھی یہ داخل نہیں ہے اور رجب
وغیرہ کی نوچندی کے میلہ میں جانا یہ بھی عبادت نہیں البتہ نوچندی جمعرات کو
روزہ رکھنا سنت ہے مجلس کرے تصدق دے ہو سکتا ہے خصوصاً اول ماہ
رجب میں کہ فضیلت اوسکی زیادہ ہے اور نقل ضریح سے پہل اٹھا کر اور پہل
پاکر سونے چاندی کا پہل چڑہانا یا کاغذ کا پتلا اٹھا کر اولاد ہونے پر سونیکا پتلا
چڑہانا یا آنکھ ناک کان زبان قبر وغیرہ یا ضریح وغیرہ پر چڑہانا کہ یہ اعضا سلامت ہیں
اور ضریح پر عرضی لکھکر دینا اور پھر چاندی کی عرضی یا نیاز جو مانے وہ چڑہانا
یہ بھی طریق منقول کے خلاف ہے عریضہ کا طور طریقہ دوسرا ہے باقی کربلا میں
روضہ مبارک پر عرضی بہیجنا بعض حکایات میں سنا ہے آرے مسجد و امام باڑہ
محل عبادت وطاعت ہیں مقامات متبرک ہیں محل اجابت دعا ہیں علیٰ ہذا ضریح
و تعزیہ و علمو نیز پنجوں کو چڑہانا یا گرد پہرانا پھر کچھ دیکر چھوڑانا یا چہاج میں رکھکر
چہاج کو گہسیٹنا کو گہسیٹنا اور مسجد میں لٹا کر مستیا مسیتی کو اٹھانا اور کوڑی پڑا لگا کر
کوڑی کھلانا اور بلاق پہنا کر بلاقی نام رکھنا اور ناک پہوڑ کر نتھنی پہنا کر نتھو کی
زندگی سمجھنا اور مینڈہو کے کان کی بینڈہ چھید کر یا کوے کی بینڈہ پر چڑہا کر
یا مینڈہیاں گوندہ کر اور اپنے بندو کی پاڑی بندہ کر بندا پہنا کر صحت کی
تدبیر لگانا عجب مسلمانی ہے اور نبی بخش و امام بخش و رسول بخش و علی بخش نام
اصل میں پیر بخش و قلندر بخش و مدار بخش کی تقلید ہے بلکہ ان سے بڑہکر
انہیں وسیلہ اور تصدق کی تاویل کیجا سکتی ہے شرک سے بچاؤ کو گویا کا لفظ مقدر
کر سکتے ہیں بلکہ ظاہراً حقیقۃ جان بخشنا یا گناہ بخشنا مراد نہیں ہوتا گو ہم ان ناموں کو
بھی اللہ دیا اور خدا بخش کی برابر نہیں جانتے خلاف احتیاط سمجھتے ہیں اور چھبوندری
کے چھبوندی کی منت عجب مجموعہ بدعات ہے شرعاً مستحب ہے کہ عقیقہ میں تعجیل ہو

سر تراشی بھی اوسی کے ساتھ ساتویں دن کرو تو افضل ہے یہ اوسکے برخلاف
تاخیر کی منت کرتے ہیں اور اوسکو فعل قربت اور ذریعہ صحت و سلامتی طفل مانتے
ہیں بلکہ بعض کسی خاص جگہ اور خاص مکان پر بلا خصوصیت خاصہ شرعی کے
جاکر بال اوترواتے ہیں اور طرفہ اوسپر یہ ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں کی شکل
بنانا چوٹی مینڈھی گوندھنا کہ نظر نہ لگے مٹی ہوکر جیئے مرت بیائی کیا ہوئی ایک
بلا ٹھہری اوسکی بدولت کیا کیا بکھیڑے کیے جاتے ہیں کہیں بھوت کی پریت
کی منت خوشامد کرنی پڑتی ہے کہیں سیتلا کے گدھے چرائے جاتے ہیں
کہیں سالگرہ مانی جاتی ہے حالانکہ سالگرہ ایک رسم امیرانہ بغرض اظہار
خوشی و خرمی ہے اب اوسکی منت ہونے لگی خیر بایں معنے کہ سال نو لگے
پر نیاز کرینگے یعنی فی سبیل اللہ یا ترویح معصومین کی نظر سے مومنین کو
کھلاوینگے مضایقہ نہیں ہے اور گرہ لگانا یادداشت کو ہے یہ عقدہ بھی حل
کھل گیا وہابیہ کا اعتراض بیجا ہے گو بدعت ہے مگر نعم البدعت ہے اور بدعت
حسنہ کو اہل سنت سنت جانتے ہیں البتہ شیعہ کو لازم ہے کہ کسی امر مبین الشرع
کو حکمی و شرعی نہ سمجھے ثواب شرط نجانے تاوقتیکہ شرع سے ثبوت نہ پہنچے
ورنہ سنن سنتہ سے خارج ہو جاویگا صدقہ و خیرات ہر صورت سے جایز
ہے مگر یہ شرط بھی لازم ہے کہ بدعت و تشریع نہوے اسیوجہ سے طوق
زنجیر و بیڑی تسمہ و کلاوہ و نالہ ڈوری اور سپر شمشیر میں بحث ہے منت بلا
منت انکا پہنا پہنانا اور اونکی منت ثواب جانکر کرنا اور ذریعہ حفظ و بقا سمجھنا
کوئی امر شرعی اور طاعت نہیں ہیں اور شبیہ تاسی امام بیمار عذر لنگ سا اور تاویل
علیل ہے اور شمشیر و سپر میں تو یہ وجہ بھی نہیں نکلتی بھلا اتفاقا امر اختیاری ہیں
ہوتی ہے یا مجبوری و ناچاری ہیں اور بمقتضاے محبت سے آپکو شکل محبوب میں

بنانا اگر مد نظر ہے تو سیم و زر اور کلاوہ چہ معنی دارد آہن و رسن ہو اور بزرگ خود
ہیں نہ کہ صغیر پر اجرا کریں اور کبیر مطلق العنان رہیں اور پھر اسمیں خوبصورتی
اور کاریگری سے کیا علاقہ ہے اور ضریح پر رکھکر پہنانے سے کیا مفاد ہے اور بارہ
سال کی تخصیص پر کیا سند ہے اسکے سوا اور وجہ نہیں کچھ ہوسکتی کہ سامان کا
اثر سیانے لوگ اور مرض اس سن تک بتاتے ہیں جسنے آتے ہیں پہلا زینت طفل
میں کون عبادت نکلے گی اور پرائے جسم پر نذر کرنا کون قاعدہ ہے اور جمع کرنا
مقدار نیاز کا جو وجہ بیان ہوتی ہے وہ بھی محض بے سروپا ہے حالانکہ تاویل ہے
اور سامان بکا بھی اس وضع اور کیفیت پر متصور نہیں اور نہ مقصود ہوتا ہے
اور تحریر اولاد کی نذر کرنا یعنی اولاد کا چڑہا دینا کہ وہیں خدمت کیا کریگا ہمارے
شرع میں منسوخ ہے کعبہ پر ہو یا مسجد امام باڑہ پر یا مشاہد مشرفہ یا مقابر و مزار پر
مگر تحریر و تحبیس کنیز و غلام و حیوانات و انعام کے صحیح ہے اگر وہاں کچھ خدمت
ہو تو کریں ورنہ فروخت ہوکر کسی اور مصرف میں آویں لیکن انکے نام پر چھوڑ دینا
ناجائز اور رسم ہنود ہے ہدی و کعبہ کے ہدی روا نہیں اور ہدی بھی آخر ذبح و
نحر ہوتی ہے گو تقسیم لازم نہو مگر دوام مطلق العنان نہیں رہتی اور صدقہ مراد ہو تو
بھی بیقاعدہ ہے صدقہ میں ایجاب و قبول و قبض شرط کیا ہے حتی نثار عرس میں جو
فقرا و مساکین موجود پر ہوتا ہے اجازت کی بحث ہوتی ہے نہ کہ یہ صورت کہ
کسی مومن کو دیں چار چوڑ ہو نکال دینا بے سود ہے و اگر تحریر و اطلاق اپنے ملک سے
مراد ہے تو بھی تشریع سے خالی نہیں اضاعت اموال ہے اور امام زین العابدین کی
ہرنی رہا کرانے پر قیاس نہیں ہوسکتا وہ دوسری بات ہے اور بقصد بچار ہونے کے
بیل کا چھوڑنا معقول ہے نہ کہ گائے بچھیا کا علاوہ ازان آیا یہ قصد بوجہ نفع خلائق
قربات سے ہے یا نہیں محل تردد ہے بوجہ ضرر زراعت مردم و تشبیہ قوم ہنود

یہ رسم بے ہبود ہے پس ندی اور تالاب اور چورا ہے اور درختوں پر مرغا بکرا نقد و جنس کچھ
چھوڑنا صدقہ ہو یا نذر بیکار اور پرخطر ہے رہا یہ امر کہ اس قسم کے جانور چرند پرند صدقہ و چلیہ
نذر گور آیا تحریر و اطلاق کے قصد سے کافر و مسلم جو چھوڑ آتے ہیں اونکی طرفسے کوئی لیجاوے
شیر کہاوے یا کتا اگر مسلم کے ہاتھ آجاویں اور مالک کی رضامندی معلوم ہے تو اونکی
ملت میں کیا حکم ہے ظاہر یہ ہے کہ مسلمان اونکو حلال کر کے کہا لینا حلال ہے علی ہذا
ہر قسم کے صدقہ چلیہ کا حکم ہے طعام ہو یا نقد و جنس ہو کہ لباس لیکن تجبیس کی
نظر سے جو چھوڑتے ہیں مثل بچار کے آیا بشرط تسلط وہ بھی حلال ہے یا نہیں اسمیں
اشکال ہے اور سوائے ہدی یعنی جانور قربانیکے اور چیز نقد و جنس حیوان و انسان جیسے
ہدی کرنا یعنے کعبہ پر چڑہانا یا نذر کرنا مختلف فیہ ہے پس مشاہد و مساجد و مقابر پر
بدرجہ اولی جائے کلام ہے مگر یہ کہ مصالح مقصود ہوں یا مومن و مجاورین زوار
و مصلے پر صدقہ یا ہدیہ کا قصد کرے تو مضایقہ نہیں اور سیتلا براہمی کے استہان
پر کچھہ چڑہانا اور پیر دستگیر کی گیارہویں یہ تو صریح شرک و بدعت ہے گو نذر بھی
نکرے اور اونکو براہمی سمجھے اور پیر دستگیر کی گیارہویں اور شیخ صدو کی کڑہائی
اور میراں کا بکرا اور سرور سلطان کا روٹ اور سید لار کی بیڑی ظاہر دیوان اور
گوگے پیر کی چھڑیاں اور بنکہا مدار کے نیلے سوت کی بیڑی کسی کا گنڈا اور چوٹا علی بخش
کا سور شاہ دولہ کے چوہے یزید پلید کا گھڑا شاہ نور کا ناچ مجرا ملکہ تا یا حمزہ کا بچھا
کسی کی ہنسلی کسی کا مینڈہا کیسکا مرغا مرغی قبر پرستی اور شیطان پرستی ہے بلکہ صوفیوں کے
مزار و نیز زیارت کو جانا یا قبر و نیز کچھ چڑہانا خلاف تشیع ہے اور دیو بہوت پریت بیر اجودری
اور ناپید کی منت کہلی شیطان پرستی ہے اور اللہ میانکی سلامتی کی نیاز اور خواجہ خضر
و الیاس کا فاتحہ مینڈہا بکرا دلیہ بیڑا اور امام مہدی علیہ السلام کی نیاز اور علی اصغر کا
فاتحہ یہ سب بے موقع کام ہیں اور تیرہ تیزی اور بارہ وفات سنیوں کا عقیدہ ہے شیعوں کے

کیا علاقہ ہے آرے حضرت امیر حمزہ کا فاتحہ بدلیل حکم نوحہ اپنے مردوں سے پہلے
شب برات کو دلانا بے ماخذ نہیں گو اُنکی وفات اُسدن نہیں ہوئی آور نان وحلوہ
کی پابندی ہوتے کے طعام میں ولایتی رسم ہے توشہ اور جوڑیوں میں بھی اسی
نظر سے ہوتا ہے التزام تو اچھا نہیں خصوصیت بیجا ہے جو بن پڑے سو پکائے
مگر بدون تشریع مضایقہ بھی نہیں ہے اور اعمال شب قدر اور ترویح اموات
مرور شب برات عید میلاد کی منافی نہیں اس شب میں اموات کی رہائی ہونا
اور انکے لئے عمل خیر بجا لانا دونوں امر بے سند نہیں ہیں پس بعضے معاصرین تازہ
ولایت کی تعریض بیجا ہے اور نان حلوا کو حلوا مائدہ سے ماخوذ سمجھنا یہ بھی خطا ہے
البتہ عید کے سنویونکا ماخذ سلونونکا تہوار معلوم ہوتا ہے اُنکے یہاں ہر تہواروں کی
چیزیں معین ہیں اُسیکا اتباع مسلمانوں نے کیا ہے حلوا گوشت سویونکا تینوں
عیدوں میں التزام کرلیا آخر اشتراک ہے تخصیص نہیں بدون التزام وخصوصیت
مباح کہیں تو کچھ حرج نہیں آرے چراغاں اور آتشبازی افراط ہے حالت سے زیادہ
صرف کرنا اسراف ہے وجہ اسکی معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں رائج ہے شرعی تو
شرعی کوئی عرفی بھی نہیں کہہ سکتا اور عید میلاد امام کو سبب ٹھہرانا غلط بات ہے
سنیوں میں شیعوں سے زیادہ اور مقدم پایا جاتا ہے بمقابلہ دیوالی دسہرہ کے قائم
ہوئے ہوں تو عجب نہیں چنانچہ عورات فاتحہ شب برات کو میت امسالہ کے حق میں
مردوں میں داخل ہونیکا ذریعہ سمجھتی ہیں اور ماخذ اس عقیدہ کا قول ہنود ہے کہ
کاگا نوت یعنی کناگت کو وہ ایسا ہی سمجھتے ہیں یا کوئی سلطانی بات ہو کسی
جشن فتح کے ساتھ ہو ہند سے ایجاد ہو یا ایران و توران خواہ شام روم سے
غرض شرعی اور حکمی بات نہیں البتہ چراغان کے باب میں احتمال کر سکتے ہیں کہ شب قدر
کی راہ سے حسب عادت اپنے اہل سنت نے کسیقدر مساجد میں روشنی کی ہو

پڑ گئی ہے عوام نے مسلمانوں کی دیوالی سمجھ لی ہے یہ قاعدہ ہے عالم میں
کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے چنانچہ مشک چھڑوانے امام باڑہ یا نقل مشاہد مشرفہ یعنی درگاہ
کربلا کے صحن میں دراصل چھڑکاؤ ہے اب جس قصد سے کرتے ہیں بہت لغو اور
صرف بیجا ہے اور اسراف ہے البتہ کسی مسجد امام باڑہ وغیرہ میں یا کسی مومن مسکین
کے مکان پر پانی بھروا دینا یا سبیل رکھنا چاہیے کو پلانا ہو سکتا ہے یا وقت ضرورت
آب پاشی کرائیں تو کیا مضائقہ ہے علیٰ ہذا القیاس لباس رنگین سیاہ سبز نیلا پیلا جو ہوتا
رائج ہے دراصل بقصد ماتم و ترک زینت ہے سو لباس سیاہ جہنم کا لباس اور
عباسیوں کا شعار ہے اور آبی و نیلا اور سبز جو اسکا بدلہ ہے ماتم سے اُسکو کیا علاقہ ہے
اسیوجہ سے بچوں کو اور عروس کو پہناتے ہیں اور زنگاری اور لاجوردی ہو نگیا وغیرہ
رنگین اور سبز اطلس کے پاجامے شلوکے ریشمین لچھا اور زرد فیتے جو بڑے شہروں میں
اور بعض قصبوں میں معمول اور مستعمل ہیں محض سنگار ہے امر شرعی نہیں ہے اور نہ ماتم
اسکو سروکار ہے ترک زینت بھی اسکو قرار دینا انصاف سے بعید ہے چاہیئے
پرانے میلے کچیلے کپڑے ماتمی لباس ہیں یا بناؤ سنگار کرنا ترک زینت کے بجائے زینت
کرنا شرما و لحاظ و محبت کا دعوی اور یہ رنگیلا پن عجب محبت ہے اور محرم کی چاند رات
کو لباس بدلنا تھا ہو ہونا کنگھی چوٹی سر مڑوانا کہ پھر عشرہ بھر یا سیوم یا چہلم تک
میسر نہو کا عجب پیش بندی ہے میاں جسحالت میں چاند ہو گیا اُسہیں رہنا سیدھی
چال ہے اور شرع کی رو سے تو پاکیزہ رہنا اور جمعہ کو لباس بدلنا بھی روا ہے
اس تطویل سے معلوم ہوا کہ نذر و نیاز کا لفظ اپنے محل و موقع پر مستعمل نہیں اور
جو جو قیود و شرط لازم و ملزوم سمجھ رکھے ہیں افراط و تفریط سے خالی نہیں اور
قول و فعل عوام سے صاف تشریع ٹپکتی ہے اور رسوم جہالت اور اختراعات
صوفیہ اور مذاہب جینیہ و ہنود کی اکثر متابعت کیجاتی ہے۔ تم سے تصوف و شرک

جابجا تشریح ہے چشم پوشی اور سہل انگاری کو کام فرمانا نچاہیے دین کا معاملہ بہت نازک ہے

بندوں نے تاویل و توجیہ کرلی تو کیا ہوا خدا تو عالم الغیب ہے جسکی قربت و طاعت منظور ہے ا

مالک کے حکم و شرع پر چلنا ضرور ہے جس نبی و امام کی ترویج و نیابت مطلوب ہے اُنکے قول

و فعل کی پیروی میں کیوں قصور کرتے ہو جملہ رسوم اہل ہند کو بوجہ اختلاف بلاد اور

اختراعات وزانہ منضبط کرنا طاقت بشری نہیں کچھ بطور نمونہ لکھا گیا پس لازم ہے کہ

کرے سمجھے بوجھے کسی کے قول و فعل پر عمل نکریں آمد کسی کی مراد بر آتی دیکھکر اُس منت کی

سمت سمجھنا خلاف تدین ہے اول تو راوی غیر معتبر ہیں دوم یہ کہ عقیدہ رہبر ہے

سله كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ اور روایات ضعیف اور خواب دلیل

شرعی نہیں ہیں اور معجزات و واقعات کا مطلب سمجھنا مشکل ہے خدا کے قاضی الحاجات

اور چہاردہ معصوم کے صاحب معجزات و کرامات ہونے میں کلام نہیں مگر طریق میں بحث

ہے سخی کے دربار سے کوئی محروم نہیں پھرتا مگر خلاف قاعدہ مانگنے والا مورد عتاب

ہوجاتا ہے ع نا تمم افزود آبرو میم کاست میں کیا مزا ہے وہ کام کرو کہ ہم خرما و ہم

ثواب ہو جو چیز بلا دقت طاعت و قربت و عبادت ہو اُس سے تجاوز نکریں جیسے کو جیسے

ہمیشہ سے میں نیت ہیں بہت لوگوں کی یہ عادت ہے کہ اپنے مطلب کیموافق لفظ لکھکے اس

استفتا کر لیا یہ اچھا نہیں سوال کا جواب ملتا ہے پھر اُسکا ہی مطلب سمجھنا شرط ہے اولویت

اور مرجوحیت کو چھوڑ کر اباحت اور جواز کو پوچھنا اور یہ کہنا کہ صاحب ثواب نہیں تو عذاب

بھی تو نہیں مجبوری اور ناچاری کے کام میں تو مضائقہ نہیں عبادات اور طاعات میں

ایسا کرنا دینداری کے خلاف ہے سخن پروری اور رسوم پر اصرار اور اتباع سنت سے

دست برداری خلاف عقل ہے عمل قلیل سنت کے موافق بحکم حدیث اُس عمل کثیر سے جو بدعت ہو

کہیں بہتر ہے وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ ڈرنیوالا ڈرتا ہے جسکو خوف خدا نہیں اُسکو کیا اثر

سله ہر گروہ اپنے مذہب پر خوش ہیں ۱۲

ہوتا ہے اور تو کس گنتی میں ہے رسول اللہ کی شان میں ہے[1] اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا آیت
سچ ہے[2] وَاللهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور جسکی توفیق کے سیدھی راہ چلنا پل صراط
کا رستہ اسیوجہ سے[3] اَلصِّرَاط دینی حضرت نے فرمایا ہے الحمد للہ کہ نذر کی شرطوں سے فراغ ملا اب
ادائے نذر کا بیان ہے پس جب شرائط خمسہ کمل ہو کر نذر منعقد ہو گئی تو بعد حصول سبب
اور نیل مطلب حسب اپنے قصد اور منت کے اسیوقت اور اسی مکان میں اسی کیفیت سے جو نذر کی ہے
بجالانا اسکا واجب و لازم ہو گا تفاوت نہو نہ اعادہ کرنا پڑیگا اور کبھی مخالفت سے کفارہ بھی لازم ہو جاتا
ہے جیسا کہ عمداً جان بوجھ کر مخالفت کریں تو کفارہ لازم ہے اور کفارہ نذر کا یمین یعنی قسم کا کفارہ ہے
اور وہ بردہ آزاد کرنا ہے یا دس بھوکوں کو پیٹ بھرنا یا دس ننگوں کا تن ڈھکنا اور نہ ہو سکے تو تین
روزے اور بقول دیگر کفارہ خلاف نذر مثل کفارہ ماہ رمضان کے ہے یعنی ساٹھ روزہ یا ساٹھ مسکین
یا ایک بردہ اور قول فیصل روزہ میں پہلا اور اور منتوں میں پہلا اور احوط بردہ ہے اور
لاچاری میں استغفار ہے اور آیا بعد مخالفت کے فقط کفارہ ہے یا نذر کو بھی بجالاوے مثلاً پندرہویں
رجب کا روزہ منت تھا اور نہ رکھا یا دو رکعت نماز روزانہ سنت تھی ایکدن جان بوجھکر نہ پڑھے تو
فقط کفارہ دینا پڑیگا اور غرضاً فقط یا روزہ قضا بھی کرے اور نماز بدستور پڑھتا رہے حکم
یہ ہے کہ تعمیل نذر کی ضرورت نہیں فقط کفارہ کافی ہے علیٰ ہذا ہر نذر کا حال ہے جب نذر کو
اسکے وقت پر نہ بجالاوے تو کفارہ لازم ہے اور قضا ساقط ہے اور جب کسی ادا کرنیکی قوت نہو
یا قدرت نہو تو فرض ساقط ہے اصل نذر سے عاجز ہو یا جزو سے یا شرط سے یا وصف سے
[4] فَاتَّقُوا اللهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ جو بن پڑے سو کافی ہے علیٰ ہذا جو مراد حاصل نہو یا وقت
سے پہلے حاصل ہو جاوے تب بھی ادائے منت کی حاجت نہیں اور جس شخص کی بابت سالگرہ ہو جب
وہ مر جاوے تو منت کا بجالانا واجب نہیں البتہ اگر اپنی زندگی تک نذر کی ہو تو ترک کرے

[1] بس تو ڈر سنانیوالا اُسکا ہے جو اُس سے ڈرتا ہے [2] اور اللہ ہدایت کرتا ہے جسکو چاہے سیدھی راہ [3] پل صراط
چیز دین ہے [4] ڈرو اللہ سے جسقدر تم سے بن پڑے ۱۲ منہ

اور جس صورتمیں نذر مطلق ہو دن مقرر نکیا ہو تو تعجیل سنت ہے اور بقول ادائے نذر
واجب فوری ہے پس بہا امکن تاخیر نکرے تو احوط ہے اور امر مستحب نذر کرنے سے اپنے خواص اور
احکام مخصوصہ سے خارج نہیں ہوتا فقط حکم بدل جاتا ہے سنت سے فرض ہو جاتا ہے پس عید کی
قربانی کے اگر منت مانے تو مالک کو اُسمیں سے کہانا بدستور سنت ہوگا یا نماز سنت نذر کی
تو بلا ضرورت فقط الحمد سے اور نشستہ اور ایستادہ دونوں طرح بدستور اول ہو سکتی ہے
علی ہذا نافلہ مغرب بعد وال حمد و مغربیہ کی عشا کے بعد پڑھنی چاہیے اسیطرح اور احکام
میں اور جب نذر کیصورت معین نکرے تو جس احکام شرعی بجالانا ضرور ہے پس نماز کی منت میں
اگر رکعت معین نہوں تو دو رکعت بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر بجالاوے بلکہ ایک ایستادہ بھی
کافی ہونا محتمل ہے اور زیادہ رکعتیں معین کی ہوں تو دو دو رکعت پر سلام دے مگر بہر حال
صورت شرعی کے مطابق پڑہے اور جسوقت اور جسمکان اور جس مسجد میں نذر کی ہو
اُسکی پابندی لازم ہے اور جماعت کا قصد ہو تو فرادی نپڑہے فرادی اور مطلق کو جماعت
سے پڑھ سکتا ہے اور روزہ میں بھی وقت مکان کی اور گنتی اور توالی اور تواتر کی رعایت ضرور
ہوگی اور اگر مطلق یا متفرق نذر کئے ہوں تو اختیار ہے برابر کہے یا متفرق اور حیض و نفاس و سفر
کا درمیان میں آجانا عذر شرعی ہے توالی میں فرق نہیں آتا اور اگر بفور حصول منت بجالانا
مقید کیا ہو چاہے سفر میں ہو یا گھر پر ہو تو سفر میں بھی رکھہ سکتا ہے اور اگر اتفاق سے
مراد ایسے دن حاصل ہو کہ اُسدن روزہ رکہنا منع ہو جیسے عید بقرعید تو احوط قضا ہے اور
عاشورہ کو نذر کا دن آپڑے تو پورا روزہ رکھہ سکتا ہے اور ماہ رمضان میں نذر پوری ہو
تو وہی روزہ کافی ہے لیکن اگر روزہ کو بگاڑ دیگا تو دوہرہ کفارہ دینا پڑیگا ایک نذر کا
ایک ماہ رمضان کا اور حج کی یا عمرہ و طواف کی منت ہو تو حسب قانون اسلام خانہ کعبہ کا
حج بجالاوے اور بیت المقدس کا جانا یا مشاہد مشرف کی زیارت کافی نہوگی اور اجمیر کا حج
کافی ہونا تو درکنار بدعت و حرام ہے اور پیادہ پا نذر ہو تو سوارہ حج کرنا کافی نہوگا الا ضرورت

ولاچاری میں صحیح ہے اور جہاز میں کھڑا رہنا چلنے کے بدلے واجب نہیں ہے البتہ مستحب ہے
اور بیت اللہ شریف کی زیارت کی منت ہو تو کعبہ کو جانا ہوگا اور خانہ خدا کہے تو ہر مسجد کی
زیارت کافی ہے اور حج کی منت کرکے مرجاوے تو اسکے مال سے مثل دین کے ادا ہوگا اور اگر
نذر کرے کہ خدا بیٹا دے تو میں اسکو لیکر حج یا زیارت کو جاؤنگا اور قبل ایفائے نذر مرجاوے
تو اسکے بیٹے کو مال میت سے حج یا زیارات کو لیجاوینگے اور اسکے حصہ میں یہ روپیہ مجرا نہ پڑیگا
اور اعتکاف یعنے چلہ کشی کی منت ہو تو تین روز سے کم نہو گا اور زیارات مشاہد مشرفہ
کی نذر ہو تو اصل مقابر مقدسہ پر جاوے نقلی کربلا میں یا مدفن ضرایح پر جانا کافی نہیں ہے
اور اعتکاف و زیارت میں بھی وقت کی رعایت لازم ہے اور ادائے زیارت کو مشاہد معین
حاضر ہونا کافی ہے اور اقرب جو سلام ہے بضرورت لمتعارف اور زیارت مسجد یعنی مسجد معین
جانیکی منت ہو تو فقط جانا کافی ہے کسی عبادت کی ضرورت نہیں اور شیخ نے فرمایا ہے کہ
دو رکعت تحیۃ لازم ہے اور بردہ آزاد کرنیکی منت ہو تو ایک بردہ بچہ یا بڑا غلام یا لونڈی
صحیح سالم یا بیمار اور عیبی آزاد کردینا کافی ہوگا بردے سے مراد وہ کافر لوگ ہیں جو لوٹ میں آئے
یا کافر سے خریدیں یا کسی اور ذریعہ سے قبضہ میں آجاویں یا دار الحرب اور دار الکفر سے پڑا ہوا پاویں
یا ایسے شخص کو کسی مسلم سے خریدیں گو وہ بردہ مسلمان ہو گیا ہو اور شب جگی کی منت ہو
تو مغرب کے وقت سے صبح تک عبادت خدا میں جاگ کر بسر کرنا واجب ہوگا نماز قرآن دعا درود
تسبیح ذکر جو کچھ ہو اور تلاوت قرآن کی نذر ہو تو کل یا جزو جو نذر کرے اسیقدر صحیح طور سے
پڑھے اور اگر سیپارہ کا نام لے تو ایک ربع کافی ہے اور ختم کہے تو کل پڑھے اور اگر مقدار
پارہ کی معین نکرے تو جسقدر میسر ہو کافی ہے اور کل نجانتا ہو تو سیکھکر پڑھنا یا کسی کے ساتھ
پڑھنا احوط ہے اور سجدہ کی نذر ہو تو مثل سجدہ نماز یا سجدہ تلاوت سجدہ شکر کے سجدہ کرنا احوط ہے اگرچہ
محض زمین پر ماتھا ٹیکدینا بھی کافی ہو سکتا ہے جسطرح اور جس رخ اور جس چیز پر چاہے ہو
اور ہدی کی نذر ہو تو کعبہ میں کہے مسجد میں یا اور کسی مکان میں اور جانور قربانی جانور دنگا

چھڑا دینا یا بلدان کرنا کافی نہیں بلکہ ناجائز ہے اور ہدی کا جانور معین ہو تو خیر ورنہ گائے
بیل اونٹ بھیڑ بکری میں سے کوئی جانور ذبح کردے اور جملہ شرائط قربانی اسمیں
شرط نہیں کم سن اور عیب دار کی ہدی ہوسکتی ہے اور یاد رہے کہ ہدی واجب میں
سے خود نہیں کھا سکتا اور نہ اجرت میں قصاب کو دے سکتا ہے اور کھال بھی تصدق
کرنا واجب ہے اور عید قربان کے اضحیہ یعنی قربانی کی کھال بھی تصدق کرنا واجب نہیں
بلکہ سنت ہے اور نذر کا جانور ملک سے خارج ہو جاتا ہے امانت شمار ہوگا اگر کھو دیگا
یا مار دیگا تو قیمت دینی پڑیگی اور خود گم ہو جاوے یا تلف ہو جاوے تو یہ ضامن
نہیں ہے مگر معمولی نگہبانی لازم ہے اور ہدی یعنی نیاز کعبہ کے سوا محض قربانی
کی نذر ہو تو ہر جگہ ذبح ہوسکتی ہے اور تعمیر مسجد و مدرسہ و حسینیہ و نہر و چاہ و پل
و سرائے وغیرہ کی منت ہو تو بقدر کارآمد و نام چارہ کے کافی ہو جاویگی مگر بہتر
اوسط درجہ ہے اور خدمت مساجد کی منت ہو تو چراغ بتی جاروب کشی فرش
بچھانا اذان دینا مسجد کی خدمت میں شامل ہیں اور مرمت و درستی کی داخل ہونے میں
تامل ہے پس اگر بذات خود کرنیکی منت ہو تو خود کرے اور مطلق خدمت کی نذر ہو
تو اختیار ہے آپ کرے یا کسی سے کرا دے نوکر چاکر خادم اولاد جو کوئی ہو اور
غسل کی نذر کرے تو ارتماسی و ترتیبی دونو طرح اور ہر وقت میں کافی ہیں اور
تسبیح کی نذر ہو تو تسبیح اربعہ یا تسبیح سیدہ بلکہ فقط سُبْحَانَ اللهِ کافی ہے اور کچھ
معین کرے تو وہی کرے اور درود کی منت ہو تو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ
پڑھے کافی ہے اور مجلس کی منت کی ہو تو مومنین کو جمع کرکے کچھ فضائل و
مصائب پڑھنا پڑھوانا کافی ہے مگر شرط یہ ہے کہ صحیح شرعی طور سے ہو غنا و باجہ نہیں

لہ اور تعزیہ بنانے کی منت ماننا اگر صحیح شمار کیا جاوے تو مسمے یعنی چھوٹا سا بھی کافی ہے بشرطیکہ اُس میں
براق وغیرہ جاندار کی تصویر نہو اور ریا نہو اسراف نہو اور براق بنانا منت بلامنت دونوں طرح ناجائز ہے

ومضامین لغو وجھوٹ نہو اور نیاز اور اہل مجلس کی مدارات کی ضرورت نہیں ہے گر کرے
اختیار ہے بلکہ بہتر ہے ہاں اگر نیاز کا قصد ہو تو قلیل کثیر جو کچھ میسر آوے شیرینی کھانا
شربت چار کچھ ہو بانٹ دے یا کھلا پلا دے اور جنس اور مقدار اور جگہ اور وقت معین
ہو تو ویسا کرے علیٰ ہذا جملہ صدقات ومبرات وخیرات کا حال ہے اگر جنس اور وزن
اور مصرف اور جگہ اور وقت اور زمانہ معین ہو تو ویسا کرے ورنہ مختار ہے جس
نیک کام میں اور جسقدر اور جسوقت اور جو چاہے لگا وے بشرطیکہ مال حلال طیب و
پاکیزہ ہو مال حرام رشوت وسود وغصب ہو اور نجس اور ہندو کا بنایا ہوا ہو تو نذر
ادا ہونا تو درکنار اُلٹی معصیت گلے پڑے گی یہ نہیں جانتے کہ ۱ انما یتقبل
اللہ من المتقین ایسے تر نوالہ سے شربت کا پیالہ کہیں افضل ہے اگر دس مصلی
یا مومن ومومنہ کو کھلانے کی منت ہو یا دس سید امیر کے سیر کرنیکی نذر ہو تو خود
ساتھ یا جدا اُس نذر نیاز سے کھا سکتا ہے مضایقہ نہیں اور پانچ سیر یا دس سیر مثلاً
کم وزیادہ مقدار نیاز کی معین کر دے ہو تو اس مقدار میں سے نہ خود کھا سکتا
ہے نہ عیال کو دیسکتا ہے خواہ فاتحہ سے پہلے یا پیچھے اگر لحاظ اس حکم کا نہو گا نذر
سے بری الذمہ نہو گا اگر آپ بھی اُسمیں سے کھانا مقصود ہو تو بقدر اپنے صرف کے
مقدار زیادہ کرے اور صغیر وکبیر ملے جلے ہوں تو مقدار پوری ہو گی ورنہ صغیر کا
کھلا دینا کافی نہیں ۲ لایجوز اطعام الصغیر منفرداً ویجوز مختلطا دواہ
الشیخ فی الاستبصار اور کل گھر بار کے لٹا دینے کی نذر ہو اور طاقت سے باہر
ہو تو قیمت لگا کے چند دفعہ کرکے خیرات کر دینا درست ہے اور حاضری کی منت
ہو تو نیاز حضرت عباس کافی ہے مگر احوط حسب معمول ہے کم ہو یا زیادہ بشرطیکہ
تشریع کا قصد نہو ورنہ اصل نذر میں کلام ہو گا چنانچہ گذرا اور اگر کونڈہ کی منت ہو تو

۱ بس قبول کرتا ہے اللہ پرہیزگاروں سے ۲ کافی نہیں کھلانا بچوں کا تنہا اور جائز ہے شامل میں ۱۲

تو وہ تغاری جسکو کونڈہ کہتے ہیں کسی قسم کے طعام سے بھر دینا کافی ہے چھوٹا ہو
یا بڑا علیٰ ہذا صحنک میں ایسی رکابی و طباق جو عرف میں صحنک کہلا دے کافی ہے
اور درخت کی منت ہو تو کسی چیز کا پیڑ لگا دینا کافی ہے جسکے سایہ یا پھل سے لوگ
آرام پاویں گھاس پھوس کے درخت کافی نہوں گے اور عبادتخانہ کے واسطے
کچھ نذر کرے تو مکہ و مسجد تو یقیناً داخل ہیں باقی حسینیہ و مدرسہ میں تامل ہے ۔
اور کلیسا و گرجا و مندر وغیرہ مسلمان کے حق میں عبادت خانہ نہیں
اور کافر کی منت صحیح نہیں خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت منت کی شے کو معین
نہ کرے اور شرع سے اوسکی کیفیت مقرر نہو تو عرف اور لغت کی راہ سے
بجالاوے اور باقی احکام نماز روزہ حج عمرہ و طواف زکوۃ فطرہ خمس
جہاد و امر بالمعروف نہی عن المنکر اور اعتکاف اور وقف اور تحبیس
و سکنی و عاریہ و ہدیہ و عطیہ و عتق و صدقہ و ابراء و اسقاط و خیرات و مبرات
و میراث و یمین و قسم وغیرہ کی اپنی جگہ رسائل فقہ میں مذکور ہیں یہاں سب
کی تشریح دشوار ہے بقدر اطلاع و تنبیہ کسیقدر لکھدیا کہ پوچھنے اور سیکھنے کا
خیال پیدا ہو اور اسبات کو جانے کہ شرع میں ہر کام کے حکم مقرر ہیں رسم و
رواج ہی کے غلام نہ بنے رہیں اب ایک بات باقی رہی کہ آیا فاتحہ دلانا نذر و
نیاز پر شرط ہے یا نہ اور اُسکے کیا معنے تفصیل اسکی یہ ہے کہ فاتحہ دلانا نذر
و نیاز پر اور نیاز دلانا آب و طعام پر نہ نذر کا جزو ہے نہ ایصال ثواب کی شرط
ہے کہ خواہ مخواہ پڑھیں خود نجانیں یا احتیاط کریں تو کسی مرد بزرگ کو
تلاش کریں جب کوئی فاتحہ پڑھے نیاز دے تو نیاز ہو فاتحہ لگے اور نذر
کہلاوے نہیں تو نہیں یہ عقیدہ عوام کا بیجا ہے فقط صدق نیت سے کرنا
کافی وافی ہے اصل صورت اس کی یہ ہے کہ سورہ الحمد کا پڑھنا

طعام کے ساتھ جمع ہیں الوظیفتین ہے یعنی دو نیک کام ایک ساتھ کرنا ہم طعام وہم کلام اور اہل ولایت کا یہ قول و فعل ہے کہ اول طعام بعدہ کلام یہ طریقہ انسب اور انفع معلوم ہوتا ہے ہم خرما وہم ثواب نہ کہانا گرد ہوگا نہ حافظ و قاری کا جی سرد ہوگا قلوب تازہ ہوگا تو پڑہنے میں بہی خوب جی لگے گا اور سنت میں تشریع سے بچے گا اور یہ کہنا کہ خالی تھالی بیٹھے کیا کریں اتنی کہانا آئے اتنے کچھ پڑہا ہی کریں اس کا ہی مضایقہ نہیں جیسا موقع دیکھا ویسا کرلیا خلاصہ کلام اگر طعام و کلام بلا قصد تشریع ہو فنہا نورٌ علیٰ نور تو ہو نہیں سمجھی کچھ حرج نہیں اور عورت و مرد دونوں فاتحہ پڑہ سکتے ہیں عورتوں کو احتیاط کرنا بیجا ہے البتہ حائض و نفساء نہ پڑہے تو اچھا ہے شاید اسی پردہ پوشی کو عورتوں نے یہ التزام کرلیا ہے کہ ہر حالت میں فاتحہ پڑہنا ترک کردیا ہے اور عورت کی بے اختیاری خیرات جاری میں اسکا سبب ہو یہ بھی محتمل ہے مگر تخصیص بے محل ہے اور نیز فقط سہاگن کے باب میں یہ عذر پزیرا ہو سکتا ہے نہ ہر عورت کے لئے اور نہ ہر حالت میں اور ناخواندگی مانع ہو یہ بھی گمان ہے الغرض فاتحہ پڑہ کر ثواب پہونچانا امر خیر ہے لیکن نماز جنازہ کی طرح طعام میت پر فاتحہ پڑہنے کو محل فاتحہ کا وادی مقدس سمجھ کر فاخلع **نعلیک** کی تعمیل کرنا یعنے جوتہ نکال کر اوکڑو بیٹھ کر یا مودب دست بستہ کہڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑہنا زائد اور تقول ہے تعلیم قران مجید شرع شریف میں اسکا نام نہیں یوں صبح و شام تمام قران خاص و عام پڑہتے ہیں کوئی یہ کام نہیں کرتا آر سے بعد تلاوت اہدائے ثواب کے وقت اگر ہاتہ اٹھائیں تو مضایقہ نہیں کہ وہ دعا ہے اور دعا میں ہاتہ اٹھانا مستحب ہے شاید اصل اس رسم کی اتنی ہے ہو اور اب بڑہ گئی افسوس ہے کہ ان بے اصل

چیزوں کی پابندی تو اسقدر اور جو ادب اصل تعظیم قران ہے اوسکی رعایت کم
پائی جاتی ہے اگر ہے تو برائے نام ہے یعنی باوضو ہو کر صحیح صحیح مخارج کی رعایت
سے قربتہً الی اللہ یعنی عبادت جانکر ملا کر دیا پڑھنا جیساکہ آداب قران اور تعظیم
کلام ہے کوئی خیال نہیں رکھتا اور پانیکا پاس رکھنا بھی لوازمات فاتحہ سے
نہیں ہے اگر پانیکا ثواب پہونچانا مقصود ہے تو وہ پلانے سے ہوتا ہے نہ کہ
خود نوشجان فرمانے سے یا ستو نیر چھڑکنے اور بھانے سے اور پھر پڑھتے وقت
آگے رکھنا چہ معنی اور مشارالیہ گردانے کو بھی انحصار ضروری نہیں ہے بلکہ قبل
از ایصال مستحق اہداے ثواب قبل از مرگ واویلا ہے جب آب وطعام مسکین کے
ہاتھ پلہ پڑ چکے اوسوقت ثواب بخشنے تو دیا ہے دیا نہ دلایا ابھی سے فاتحہ چہ معنی
اور آب وطعام کے لئے کوری مٹی کے برتن کا ہونا ہنود سے سیکھا ہے یہ کچھ
مذہب نہیں کا ہے جنکا جھوٹا مذہب ہے وہی جھوٹ کو مانتے ہیں ہم تو سورُ
المؤمن شفاء[1] کو حق وصدق جانتے ہیں جب گھر کی ہنڈیا میں پکتا ہے تو گھر
کے باسنمیں کھلانیسے کیا لگتا ہے اور سفالی اور گلی کی قید کب واجب لازم
ہے مسی برنجی تانبا پیتل کچ بلور چینی یعنی گلٹ سلٹ کوٹ پہرت سب دائے
پاکیزہ ہو نجس و ناپاک اور سونے چاندی کا نہو اور کسی مسجد میں یا کسی مومن کو
دینا منظور ہے اس نظر سے کوری کی تجویز ہے تو بہتر ہے مگر برتا ہوا بھی تو دے
سکتے ہیں یہی معلوم رہے اور آسانی اور سہولت کا عذر ہر جگہ پاؤں نہیں چلتا
اور احتیاط کے واسطے جعل الماء طہورا[2] ہے بہرحال پانے کا پاس رکھنا
اور کھانے پر فاتحہ پڑھنا اسپر کیا سند ہے فاتحہ درود وختم مردہ کو پڑھکر بخشا جاتا ہے
نہ اس پانی دانے پر پڑھا جاتا ہو یہی بنا ہے کہ عوام اوسکو جھوٹا اور تبرک سمجھتے ہیں

[1] مومن کا جھوٹا شفا ہے ۱۲ [2] بنایا گیا پانی پاک کرنے والا ۱۲

اور فاتحہ خواں کو پیاس ہو تو بھی خواہ مخواہ پیے اور اگر بہ تقدیر نہ پیے تو ستو پر
چھڑک دیتے ہیں خدا غارت کرے فرقہ بدعیہ کو جنکی بدولت یہ سب فتور مسلمانوں میں
پھیل گئے دین میں داخل ہو گئے دم بہار الحق اور یا غوث الاعظم والوں کا
یہ سب ایجاد بے بنیاد ہے دعا شہرت اور صحبت سے شیعوں میں بھی اثر کر گیا مرزا فصیح
وغیرہ نے کلمات دعا کو تسہیل کی نظر سے نظم کر دیا تھا کہ بعد مجلس غرا پڑھا کریں
کہ محل اجابت دعا ہے رفتہ رفتہ مجلس کے بعد فاتحہ منظوم اور کھڑے ہو کر ضروری
ٹھہر گیا۔ اور فاتحہ دیگر برائے بارش باراں و شفاء بیماراں اوپر ایک اور بند
لگ گیا ہے مرثیہ خواں نے ابتدا میں بحکم حدیث افتتاح فاتحہ کیا پڑھا کہ سب
حاضرین و سامعین پر فاتحہ پڑھنا اُسکے ساتھ گویا مستحب ہو گیا العظمۃ للہ
کیا سے کیا ہو جاتا ہے پر کا کبوتر بنجاتا ہے جو امر کوئی ملا مولوی یا حکیم طبیب
کسی موقع اور مقام کے لیئے تجویز کرتا ہے رفتہ رفتہ عام ہو جاتا ہے اور
شدہ شدہ اُسکا التزام ہو جاتا ہے ضروری ٹھہر جاتا ہے ضرورت بلا ضرورت
کرنے لگتے ہیں کنگنا اور سانچا یعنے رچا جانے اور تعزیت کی رسمیں اور
نذر و نیاز فاتحہ کے لوازم اور فاتحہ خیر سب اسی قسم سے ہیں کہ بعد از دعائے
خیر کسی پڑھے لکھے نے بھی سورۃ الفاتحہ کہا ہو گا اب بعد تعزیت ایک فاتحہ خیر
رسم پا گیا جس سے فاتحہ خیر پڑھو یعنی صبر کرو مشتق ہوا خیر بہر حال آیا فقط صدق
دل سے نیت کرنا کافی ہے یا منہ سے ثواب بخشنا بھی چاہیے قواعد شرع سے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منہ سے کہنا چاہیے ہدیہ میت اور ترویح ارواح
ایک ہدیہ یا نیابت ہے اور اُسمیں صیغہ اور عبارت درکار ہے چنانچہ نماز
ہدیہ میت میں بھی نقل ہوا ہے اور اصالتاً اور نیابتاً دونوں طرح صحیح ہے خیر
بہر حال اب یہ جاننا چاہیے کہ جب کھانا مصلّی و دعوتی کے سامنے رکھدیا آیا

اُسکی ملک ہوجاویگا یا بعد قبضہ کرنے اور ہاتھ رکھنے کے یا لقمہ کرنے پر ہضم
کرجانے پر ہضم ہوجاتا ہے اسمیں خلاف ہے اور نتیجہ خلاف کا یہ ہے کہ آیا
اُس سے لیکر دوسرے کو دیدیں یا بدل دیویں تو روا ہے یا نہ رعایت
احتیاط فریقین کو لازم ہے برضاے یکدگر مہمان و میزبان عمل کریں
خاتمہ نذر زجر سے مراد بقصد قربت نفس کا روکنا ہے فعل مرجوح سے یا ترک
راجح سے بروے دین ہو یا بروے دنیا چاہے فعل واجب اور سنت
اور اولی ہو چاہے ترک حرام و مکروہ و ترک اولی ہو اور صورت اُسکی
یہ ہے ان فعلت کذا فللہ علی کذا یا ان لم افعل کذا فللہ علی کذا
یعنی اگر فلاں بدکام کروں تو مجھپر للہ یعنی خدا کے لئے یہ امر لازم ہے
پس درصورت خلف وعدہ ایفاے نذر لازم ہے باقی احکام وہی ہیں
جو نذر مجازات اور شکر میں گذرے اور نذر تبرعی کے احکام اور
مسائل وہی بعینہ نذر مجازات کے احکام ہیں فقط اتنا ہی فرق ہے
کہ اسمیں بلاشرط کسی مراد کے نذر ہوتی ہے یونہیں ایک امر کو بغرض
خوشنودی خدا اپنے اوپر لازم کرلیتے ہیں اور عہد کے احکام بھی
نذر کی مثل ہیں اور عبارت عہد عاهدت الله ہے
یعنی خدا سے عہد کرتا ہوں قول کرتا ہوں یا اقرار کرتا ہوں
کہ ایسا کروں تو مجھپر یہ امر لازم ہے پس اگر امر معہود واجب و سنت
یا ترک حرام و مکروہ یا فعل راجح اور عمدہ کام ہو یا ترک مرجوح اور ناکارہ
ہو تو اپنے عہد پر قایم رہے اور برعکس ہو تو عہد پر قایم رہنا لازم
نہیں ہے بلکہ خلاف کرنا چاہے اور کفارہ اُس عہد کے خلاف کا جس کی
پابندی ضرور ہے مثل کفارہ نذر کے ہے اور نذر لجاج یعنی طلاق و

وعتاق پر ہمارے مذہب میں باطل ہے جیسا کہ عوام الناس قسمیں
کہا کرتے ہیں کہ اگر ایسا کروں یا نکروں تو اُس شخص کی زوجہ پر
طلاق ہے یا میرا بردہ آزاد ہے علیٰ ہذا ہیں وقسم طلاق وعتاق پر
باطل اور لغو ہے اور بردہ آزاد کرنے کی نذر جسکا اوپر ذکر ہوا ہے
وہ دوسرا امر ہے اوسمیں باختیار خود بردہ آزاد کرنا ہوتا ہے اسمیں
خود بخود آزاد ہوتا ہے۔ اَعْتَقَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ مِنَ النَّارِ
وَوَفَّقَنَا بِطَلَاقِ الدُّنْیَا بِحُرْمَۃِ حَیْدَرِ الْکَرَّارِ وَصَلَّی اللّٰہُ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہِ الْاَطْہَارِ

تمت

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر معنی رس سخن پرور
مولوی شیخ غلام عباس صاحب سہارنپوری ہنر

ہیں جو عابد حسین نیک صفات — عالم باعمل ملائک خو
سالک مسلک طریق رشاد — رونق شرع و زیب دین حق جو
راست گوئی میں اُنکو باک نہیں — ایسے دیکھے سُنے نہیں حق گو
نذر و منت کے باب میں واللہ — کیا رسالہ لکھا ہے دیکھو تو
ہوگئے سُن کے اِن مضامین کو — غالی اور ناصبی خجل دونو
دین کی رہ کو اون سے صاف کیا — شرک و بدعت کے خار تھے جو جو
نذر اور عہد کی کسوٹی ہے — کھرے کھوٹے کو ہو متوسل لو
سال تصنیف تم بھی لکھدو ہنر — کیا کیا دور شرک و بدعت کو

۱۳۰۰ھ